قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (ال عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

منگل 19 مئی 2020ء | 25 رمضان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 120

ارشادِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَ ہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ ﴿۹﴾

(ال عمران:9)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

ریّان دروازہ

حضرت سہلؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں۔ قیامت کے دِن روزہ دار اُس سے داخل ہوں گے۔ اُن کے سوا کوئی دوسرا اُس سے داخل نہیں ہوگا۔ پوچھا جائے گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوجائیں گے۔ اُن کے سوا کوئی دوسرا اُس سے داخل نہیں ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہوجائیں گے تو وہ بند کردیا جائے گا اور پھر اس میں سے کوئی اور داخل نہ ہوگا۔

(بخاری، کتاب الصوم، بَابُ الرَّیَّانِ لِلصَّائِمِینَ، روایت نمبر 1896)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

روزہ کی فرضیت

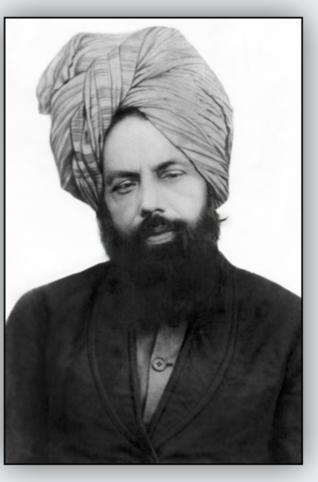

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خد اتعالیٰ کی راہ میں دِلاور ثابت کردے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اُس کے دل میں یہ نیت دردِدل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اُس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خد اتعالیٰ اُسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک اَمر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خداتعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اُوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دُنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دُنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلّفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلّفات کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اُس کی نیت اور اِرادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اَخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اُس کے دِل میں دَرد ہے اور خدا تعالیٰ اُسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا اور انہوں نے کہا کہ تونے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کرکے اُسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم ص 563،564)

حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی صحتِ کاملہ کیلئے درخواستِ دعا

جیسا کہ احبابِ جماعت کے علم میں یہ پریشان کُن اطلاع آچکی ہے کہ ہمارے پیارے حضورایّدہ اللہ تعالیٰ کو گِرنے کی وجہ سے چوٹیں آئیں ہیں۔ احبابِ جماعت کو جو پیار اور عقیدت اپنے پیارے امام سے ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ خاکسار کے نام دنیا بھر سے روزانہ الفضل لندن آن لائن کیلئے ڈاک آتی ہے۔ اس میں مؤرخہ 16 مئی 2020ء کی ڈاک میں کوئی مضمون نہیں تھا۔ منظوم کلام اور خطوط کا ایک انبار تھا جس میں شعراء نے اپنے آقا ایّدہ اللہ تعالیٰ سے لازوال محبت کا اظہار کرکے اپنے اللہ سے شفائے کاملہ کی استدعا کی ہے۔ ان میں بعض اشعار ٹوٹے پھوٹے ہیں مگر کہنے والے کے جذبات کی عکاسی کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شاعر کوئی چوٹ لگنے سے شعر کہنا شروع کرتا ہے اور آہستہ آہستہ ایک مانا جانے والا شاعر بن جاتا ہے۔

خاکسار کے نام ڈاک میں بے شمار قارئین نے حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بے چینی اور کرب میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے دعائیہ کلمات لکھے ہیں اور جلد صحت یابی کیلئے دعا کی ہے۔

ایک قاری نے لکھا ہے کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہم پہلے ہی پیارے حضورایّدہ اللہ کے دیدار سے محروم ہیں اور دل چین نہیں پا رہا۔ پہلے پانچ نمازوں میں حضورانور کا دیدار کرکے دل تسلی پاتا تھا اب اس جمعہ کے روز بھی M.T.A کے ذریعہ دیدار سے محروم رہے۔ اے اللہ تعالیٰ! ہمارے آقا کو جلد شفا دے کہ ہم آنے والے جمعہ اور عید پر M.T.A کے ذریعہ اپنے آقا کا دیدار کر سکیں تا ہمارے دل تسلی پائیں اور سکون ملے۔

احباب جماعت کے یہ الفاظ قارئین الفضل تک پہنچا کے ان سے ایک بار پھر دعا کی نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ اس آخری مبارک عشرہ میں اپنے آقا کو اپنی شبانہ روز خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں تا غلبۂ اسلام کی مہم کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتی رہے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اَذۡھِبِ الۡبَاۡسَ رَبَّ النَّاسِ اِشۡفِ اَنۡتَ الشَّافِیۡ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءَکَ شِفَاءً کَامِلًا عَاجِلًا لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ وَکُنۡ مَعَہٗ حَیۡثُ مَا کَانَ وَانۡصُرۡہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا۔

خوشبو میں نہائے ہوئے خوابوں کی طرح ہے
وہ شخص تروتازہ گلابوں کی طرح ہے

ایڈیٹر

اداریہ

لاک ڈاؤن سے اپنائی گئی خوبیاں و اچھائیاں

کرونا وائرس نے دنیا بھر میں بسنے والے تمام انسانوں کی طرززندگی بدل کر رکھ دی ہے۔ دور حاضر میں تیز ترین زندگی پھر پُرانے اور قدیم زمانہ کی طرف لوٹ آئی ہے۔ مخلوق نت نئی ایجادات اور کلوننگ کی وجہ سے اپنے خالق حقیقی کو بھولتی جارہی تھی۔ دہریت پنپ رہی تھی ۔خدا پر یقین صرف ایمان کی حد تک رہ گیا تھا۔ ہر مذہب کے ماننے والے اپنے مذہب کی تعلیمات کو قابل عمل نہ سمجھ کر ان سے دور ہوتے جارہے تھے۔ مسلمانوں پر ہی نگاہ ڈالیں تو خدا پر یقین نام کا اور بدعات کا بازار گرم ہے ۔ اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ سے محبت و عقیدت بہت معیاری،قرآن کریم سے پیار عشق کی حد تک مگر تعلیمات سے عاری۔ چوری،کساد بازاری،ذخیرہ اندوزی،دھوکہ بازی،غیبت،جھوٹ بہت زیادہ ۔ اپنا کاروبار چھوڑ کر نمازوں کے لئے مساجد میں حاضر ہوں گے مگر نمازوں سے واپسی پر منافع خوروں میں شامل ہو جاتے ہیں۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں مگر آپؐ کی تعلیمات سے دُور ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم سے عقیدت کی حدتک ظاہراً پیار نظر آئے گا اُسے پڑھیں گے بھی مگر اس میں درج تعلیمات سے عاری۔

اب رمضان کے مبارک دن ہیں ۔ کرونا وائرس کے باعث ملکی قوانین اور کرونا وائرس کے لئے کی گئی تمام پیش بندیوں کو بالائے طاق رکھ کر مساجد میں حاضر ہو کر نمازیں پڑھنے،تراویح پڑھنے پر تُلے نظر آتے ہیں اور پاکستان کے شہر کراچی سے یہ خبریں بھی آرہی ہیں کہ نماز جمعہ کے لئے باوجود ممانعت کے جمع ہونے والے نمازیوں نے پولیس پر ہلّہ بول دیا ہے اور خاتون ایس ایچ او زخمی بھی ہو گئی ہے ۔ لیکن رمضان میں منافع خوری ، جھوٹ بول کر جعل سازی کر کے، اپنے سودے کو سچا اور سُچاسودہ بنا کر بیچنے والے کثرت سے موجود ہیں ۔

لیکن انہی تکلیف دہ حالات میں یہ بھی دیکھنے کو ملا ہے کہ اس کرونا کی وجہ سے دنیا بھر کے لوگ خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب،فرقہ یا گروہ سے ہو وہ اللہ کے قریب ہوگئے ہیں ۔ اپنی مذہبی عبادات بجا لا رہے ہیں ۔ خوف خدا نے ان کے دلوں میں جگہ بنا لی ہے اور یہ آوازیں اُٹھ رہی ہیں کہ خدا مخلوق سے ناراض ہے۔ الغرض اگر بالعموم دیکھا جائے تو دنیا اسلامی عقائد و تعلیمات کے قریب آئی ہے۔

احمدیوں ہی کو دیکھیں تو سب سے بڑھ کر اللہ کی طرف پہلے سے بڑھ کر ترغیب ہوئی ہے۔ اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہیں ۔ استغفار پڑھ کر اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگی جا رہی ہے۔ نمازوں کی ادائیگی کی طرف رجحان بڑھا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے نمازوں میں آنکھیں تر ہوئی ہیں۔ نوافل کی ادائیگی کی طرف بھی رغبت بڑھی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی احباب جماعت کو بار بار توجہ دلائی ہے۔

گویا یہ lock downہم سب کے لئے ایکTraining campثابت ہوا ہے ۔ ہم نے اچھائیاں اپنائی ہیں اور بُرائیوں کو خیر باد کہا ہے ۔ اچھائیوں کا یہ تسلسل (اللہ کرے یہ لاک ڈاؤن جلد ختم ہو)لاک ڈاؤن کے بعد بھی جاری و ساری رہنا چاہئے ۔ ایک مومن کا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتا ہے لہٰذا ہم میں سے ہر ایک یہ دینی اور اسلامی باتیں آئندہ اپنی زندگیوں میں جاری رکھے ۔

اللہ کے حقوق

1۔ اللہ سے ڈرے اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلے ۔
2۔ اللہ کی تسبیحات ،تحمید و تکبیر کرے۔
3۔ پنجوقتہ نمازوں کی شرائط کے مطابق ادائیگی کرے۔
4۔ قرآن کریم کی روزانہ صبح تلاوت ، قرآن کریم کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھنا۔ کیونکہ یہ تلاوت آخری روز انسان کے سامنے پیش کی جائے گی ۔
5۔ بالخصوص نماز تہجد اور اسلام و احمدیت کی ترقی کے لئے اورخلافت احمدیہ کے قائم و دائم رہنے کے لئے دو نوافل روزانہ ادا کرنا۔
6۔ جمعہ کی ادائیگی کیونکہ ایک جمعہ چھوڑنے سے مومن کے دل پر ایک داغ لگ جاتا ہے
7۔ خطبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزباقاعدگی سے سننا ۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنا اور عمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنا۔
8۔ ایم ٹی اے کو کم از کم ایک گھنٹہ دیکھنے کی عادت جو ڈالی ہے وہ جاری رہے۔
9۔ بعض خواتین نے نماز چاشت و اشراق کی عادت ڈالی ہے وہ جاری رہنی چاہئے۔
10۔کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑھنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ جاری رہے۔
11۔روز نامہ الفضل لندن آن لائن سے جو روزانہ استفادہ کرنا سیکھا ہے وہ جاری رکھاجائے ۔ یہ مائدہ ہے جو آسمان سے اللہ تعالیٰ نے احمدی بھائی بہنوں کے لئے اُتارا ہے ۔

مخلوق سے ہمدردی

مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ ان کی خدمت بھی ایک عبادت ہے۔ اس Training campمیں ہم نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت، شفقت سے پیش آنا اور ان کے حقوق ادا کرنے کے طریق بھی سیکھے ہیں ۔ اس لئے آئندہ اپنی زندگیوں میں ان امور کو بھی طرہ امتیاز بنا یا جائے۔

1۔ غربا پروری
2۔ صدقات وخیرات
3۔ تیمارداری
4۔ بھائی چارہ ، اخوت
5۔ گھروں سے باہر نہ جانے کی صورت میں محافل نہ ہو سکیں تو غیبت،چغلی سے بھی نجات ملی۔ جسے دوام ملنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔

ذاتی امور

تیسرے نمبر پر اب میں آتا ہوں ایسے امور کی طرف جن کا تعلقself-maintenanceاور یا پھر family bondingسے ہے ۔ جیسے

1۔ صفائی جسے اسلام میں نصف ایمان قراردیا گیا ہے ۔ہم نے نہانا دھونا سیکھا۔ گھر صاف کرنے اور رکھنے سیکھے۔ کپڑے صاف دُھلے ہوئے پہننے لگے۔
2۔ ماحول اور گھر کو جراثیم کش دوائیوں سے صاف کرنا سیکھا۔
3۔ گھروں میں اہل خانہ کا ہاتھ بانٹنا سیکھا۔
4۔ اپنے بچوں کو روزانہ کی بنیاد پر وقت دینا سیکھا۔
5۔ فاسٹ فوڈاور بازاری کھانوں سے چھٹکارا ملا۔
6۔ خاتون خانہ کی طرف سے رات کا کھانا باہر جاکر کھانے کی تکرار سے نجات ملی اور گھروں میں جو لڑائیاں اس وجہ سے ہو رہی تھیں ان میں کمی آئی ہے۔
7۔ رات کو جلد سونے اور صبح جلد اٹھنے کی عادت کو ہم نے اپنایا ۔ جو صحت کے لئے بہت اچھا ہے۔ اس سے جگر، معدہ ، دل اور دیگر اعضاء جسمانی کو درست کام کرنے کا موقع ملا۔

اس سلسلہ میں بنجامین فرینکین کا ایک قول ہے

“ Early to bed and early to rise,makes a man healthy,wealthyand wise”

اس میں کتنی سچائی ہے اور کیا واقعی رات کو دیر سے سونے اور دن میں دیر سے اُٹھنے سے صحت کو نقصان ہوتا ہے؟بات در اصل یہ ہے کہ آپ کے جسم جسم کے اندر ایک حیرت انگیز ”حیاتیاتی گھڑی“ biological clock ٹک ٹک کر رہی ہے یہ گھڑی بہت ٹھیک وقت بتاتی ہے،اگرچہ یہ کوئی مشینی گھڑی نہیں ہے۔آپ کے بہت سے جسمانی افعال کو جس میں نیند کا وقت بھی شامل ہے ،اسی گھڑی کی مدد سے کنڑول کیا جاتا ہے۔

8۔ نت نئے اور دلچسپ ہنریا مشاغل سیکھنے کا موقع ملا ۔
9۔ ہم میں سے بعضوں نے باہر نکل کر چہل قدمی بھی کی اور صبح کی سیر کی اور بعضوں نے ہلکی پھلکی ورزش کرنی سیکھی۔ مستقبل میں اسے بھولنا نہیں ہے ۔
10۔بعض خواتین نے بھی گھروں میں کام کرنا شروع کیا ۔ کیونکہ نوکر چاکر سے چھٹکارا ملا ۔ اور خود کام کرنے کی عادت اپنائی ۔
11۔ہم میں سے اکثر نے سادگی بھی سیکھی ۔ سادہ کھانے کھائے ۔ پُرانے وقتوں میں پیاز کے ساتھ، لسیّ کے ساتھ، خربوزے کے ساتھ یا آم کے ساتھ کھانا کھا لیا کرتے تھے۔یوں ہم نے قناعت سیکھی اور شکر ادا کیا۔
12۔ہم اپنے بزرگوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی صحبت حاصل کرتے رہے ان سے دعائیں لیتے رہے ۔
13۔بعض نے تمباکو نوشی ترک کی۔اسے اب زندگی کا حصہ نہ بنائیں۔
14۔بعضوں کو بلا وجہ ہاتھوں کو ہلانے کی عادت ہوچکی تھی۔ ان کی نماز سےساتھ نمازی disturb ہوتا تھا۔ اب یہ عادت بھی ختم ہو گئی کیونکہ ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ اس وائرس کے دوران منہ پر ہاتھ نہ لگائیں ۔

اس آرٹیکل میں خاکسار قارئین سے درخواست کرنا چاہے گا کہ اس لاک ڈاؤن میں جو سیکھا ہے اسے استقلال بخشیں اور اپنی زندگی میں نظم وضبط پیدا کریں ۔ایک اچھا انسان بن کر اس سے نکلیں۔ نیلسن منڈیلا جب 27سال جیل میں رہ کر باہر آیا تھا تو اپنے اندر بہت تبدیلیاں لا چکا تھا ۔ اس نے اس دوران کتابیں پڑھیں ۔ اپنے علم میں اضافہ کیا اور اپنے آپ کو بہتر بنا کر ایک عظیم لیڈر بن کر دکھایا۔

حدیث میں آتا ہے کہ اَلْاَعْمَالُ بِخَوَاتِیمِھَا (مجمع الزوائد کتاب القدر) کہ اعمال کا دارومدار ان کے انجام پر ہے۔انگریزی میں بھی کہتے ہیں All is well that ends well لہٰذا اپنے خاتمہ بالخیر کی فکر کرنی ہو گی اور اپنے مستقبل کو ماضی سے بہتر اور روشن بنانا ہو گا۔

(ابوسعید)

صبغۃ اللہ عتیق

حروف مقطعات از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

نوٹ: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے حروفِ مقطعات کی جو تشریح فرمائی اسے الفضل آن لائن کے شمارہ 30۔اپریل میں شائع کر دیا گیا تھا۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیان فرمودہ تشریح مؤرخہ 18مئی کو شائع ہوئی جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حروفِ مقطعات کی جو تشریح فرمائی وہ اس شمارہ میں ہدیہ قارئین کی جارہی ہے۔ (ایڈیٹر)

ہر زبان میں کچھ ایسے حروف استعمال ہوتے ہیں جو بعض الفاظ کا مفہوم ادا کرتے ہیں۔اردو میں یہ حروف مخفف کہلاتے ہیں۔قرآن کریم نے بھی اسی اسلوب پر بعض جگہ ایسے حروف استعمال کئے ہیں جن کو مقطعات کہا جاتا ہے۔ مثلاً الٓمّٓ،الٓرٰ، یٰسٓ۔

قرآن کریم میں کل 30حروف مقطعات ہیں جو 29 سورتوں کے آغاز میں آئے ہیں۔اگر ان حروف کی تکرار نہ کی جائے تو یہ کل 14 حروف ہیں۔

1۔الٓمّٓ 2۔الٓمّٓصٓ 3۔الٓرٰ 4۔الٓمّٓرٰ 5۔کٓھٰیٰعٓصٓ 6۔طٰہٰ 7۔طٰسٓمّٓ
8۔طٰسٓ 9۔یٰسٓ 10۔صٓ 11۔حٰمٓ 12۔عٓسٓقٓ 13۔قٓ 14۔نٓ

ان کے بنیادی حروف بھی 14حروف ہی ہیں۔

1۔ھ 2۔ن 3۔م 4۔ا 5۔ل 6۔ک 7۔ی
8۔ع 9۔ص 10۔ط 11۔ق 12۔س 13۔ح 14۔ر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مختلف مقامات پر ان حروف کے بارہ میں جو فرمایا وہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

الٓمّٓ

یہ حروف قرآن میں 6سورتوں کے ابتداء میں آئے ہیں۔

1۔البقرۃ 2۔آل عمران 3۔ العنکبوت
4۔ا لروم 5۔لقمان 6۔السجدہ

اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ۔میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

الٓمّٓصٓ (الاعراف)

یہ مقطعہ سورۃ الاعراف کے شروع میں آتا ہے۔

اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ صَادِقُ اۡلقَوۡلِ۔میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں،قول کا سچّا ہوں۔

الٓرٰ

یہ مقطعات 5سورتوں کی ابتداء میں بیان ہوئے ہیں۔

1۔یونس 2۔ھود 3۔یوسف
4۔ابراہیم 5۔الحجر

اَنَا اللّٰہُ اَرٰی۔میں اللہ ہوں۔میں دیکھتا ہوں۔

الٓمّٓرٰ (الرعد)

اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ وَ اَرٰی۔ میں اللہ ہوں۔سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور میں دیکھتا ہوں۔

کٓھٰیٰعٓصٓ (مریم)

اَنۡتَ کَافٍ وَھَادٍ یَاعَالِمُ یَاصَادِقُ

تو کافی ہے اور ہادی ہے،اے جاننے والے اے صادق ۔

طٰہٰ

یہ سورۃ طٰہٰ کے ابتداء میں آیا ہے۔

طَیِّبٌ ھَادِیٌ ۔ اے پاک (رسول)اور ہادیٔ کامل ۔

طٰسٓ (النمل)

طَیِّبٌ،سَمِیۡعٌ ۔ پاک،بہت سننے والا۔

طٰسٓمّٓ

یہ مقطعات سورۃ الشعراء اور القصص کے شروع میں استعمال ہوئے ہیں۔

طَیِّبٌ،سَمِیۡعٌ،عَلِیۡمٌ ۔ پاک،بہت سننے والا،بہت جاننے والا۔

یٰسٓ

یہ مقطعہ سورۃ یٰسٓ کے شروع میں ہے ۔

یَا سیِّدُ۔اے سردار!

صٓ

سورۃ صٓ کے شروع میں یہ مقطعہ استعمال ہوا ہے۔

صَادِقُ الۡقَوۡلِ ۔قول کا سچا

حٰمٓ

یہ مقطعات 6سورتوں کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے ہیں۔

1۔المومن 2۔حٰمٓ السجدۃ 3 ۔الزخرف
4۔الدخان 5۔الجاثیہ 6۔الاحقاف

حَمِیۡدٌ مَجِیۡدٌ۔صاحبِ حمد،صاحبِ مجد

حٰمٓ عٓسٓقٓ

یہ مقطعہ سورۃ الشوریٰ میں مستعمل ہے۔

حَمِیۡدٌ مَجِیۡدٌ۔صاحبِ حمد،صاحبِ مجد

عَلِیۡمٌ،سَمِیۡعٌ،قَدِیۡرٌ۔بہت جاننے والا،بہت سننے والا،کامل قدرت رکھنے والا

قٓ

یہ مقطعہ سورۃ 'ق' کے ابتداء میں ہے۔

قَدِیۡرٌ ۔ کامل قدرت رکھنے والا۔

نٓ

سورۃ 'القلم' کی ابتداء اس مقطعہ سے ہوئی ہے۔

جس کے آگے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 'ن'تحریر فرمایا ہے۔

(ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

آج کی دعا

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَہَبۡ لِیۡ مُلۡکًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ (سورۃ ص:36)

ترجمہ:"اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد اُس پر اور کوئی نہ جچے۔ یقیناً تو ہی بے انتہا عطا کرنے والا ہے۔"

قرآن مجید کی یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طلبِ خیر کی دعا ہے۔ جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے غیر معمولی حکومت و طاقت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی دعا کرتے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات وھاب کا خاص ذکر فرماتے تھے مثلاً یہ فرماتے:

"سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلَی الۡوَھَّابُ پاک ہے میرا رب جو عطا کرنے والا ہے۔"

(قدسیہ محمود سردار)

نعت

(کلام مختار سے منتخب اشعار)

بے تعداد احسانِ محمد، بے پایاں فیضانِ محمد
رحمتِ حق قربانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

از آدم تا حضرت عیسیٰ سب عالی رتبہ ہیں لیکن
اور ہی کچھ ہے شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے بہتر سب سے اعلیٰ ،سب اعجاز رسل سے بالا
معجزۂ قرآنِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عاقل پر کرتا ہے ہویدا ان ھو الا وحی یوحی
توقیر فرمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اے پرسانِ شانِ محمد جویائے فیضانِ محمد
دیکھ ذرا قرآنِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عین عنایت چشمۂ رحمت بحرِ حقیقت حسنِ رسالت
خُلقِ عالی شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آدم و لوط و ابراہیم و داؤد و عیسیٰ و موسیٰ
سب ہیں ثنا گویانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صدیوں کے مردوں کو جلایا پیغام توحید سنایا
روحِ رواں قربانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تم

علاج دردِ دل تم ہو، ہمارے دِلرُبا تُم ہو
تمہارا مُدّعا ہم ہیں، ہمارا مُدّعا تُم ہو
مری خوشبو، مرا نغمہ، مرے دِل کی غذا تُم ہو
مری لذّت، مری راحت، مری جنّت، شِہا تُم ہو
مرے دلبر، مرے دلدار، گنجِ بےبہا تُم ہو
صنم تو سب ہی ناقِص ہیں فقط کامل خدا تُم ہو
مرے ہر درد کی، دُکھ کی، مُصیبت کی، دوا تُم ہو
رَجا تُم ہو، غذا تُم ہو، شفا تُم ہو، رَضا تُم ہو
جَفا میں ہوں، وَفا تُم ہو، دُعا میں ہوں، عطا تُم ہو
طلب میں ہوں، سَخا تُم ہو، غرض میرے پیا تُم ہو
مرادِن تُم سے جگمگ ہے، مری شب تُم سے ہے جھم جھم
مرے شمسُ الضُّحیٰ تُم ہو، مرے بَدْرُالدُّجیٰ تُم ہو
سُجھائی کچھ نہیں دیتا، تمہارا گر نہ ہو جلوہ
کہ دِل کی روشنی تُم ہو، اور آنکھوں کی ضِیا تُم ہو
”ملائک جس کی حضرت میں کریں اِقرارِ لاعلمی“
وہ عَلّامُ الغُیُوب اور واقفِ سِرّ و خَفا تُم ہو
بہت صَیقل کیا ہم نے جِلا دیتے رہے ہر دَم
کہ تا اس دِل کے آئینے میں میرے رُونُما تُم ہو
کہاں جائیں؟ کدھر دوڑیں کسے پوچھیں کہاں پہنچیں
بھٹکتوں کو سنبھالو ، ہادیِ راہِ ہُدیٰ تُم ہو
تُم ہی مخفی ہو ہرلَے میں ، تُم ہی ظاہر ہو ہرلَے میں
اَزَل کی اِبتدا تُم ہو، اَبَد کی اِنتہا تُم ہو
اَلَسْتُ پُشتِ آدم میں کہا تھا جس کو، وہ میں تھا
سُنا قولِ بَلٰی جس نے وہ میرے رَبَّنا تُم ہو
تباہی سے بچا کر گود میں اپنی مجھے لے لو
کہ فانی ہے یہ سب دنیا، بس اک رُوحِ بقا تُم ہو
میں شاکر گر ہوں نعمت کا، توصابِر بھی مصیبت پر
کہ اُلفت کی جزا تُم ہو، محبت کی سزا تُم ہو
ہر اِک خُوبی مری فیضِ خداوندی کا پرتَو ہے
خرد حکمت، بصیرت، معرفت، ذِہنِ رَسا تُم ہو
”مرا ہر جا کہ مے بینم، رُخِ جاناں نظر آید“
حیاتِ جسم، نورِ رُوح، عالَم کی ضِیا تُم ہو
لگایا عشق ہم سے خود تو پھر ہم بھی لگے مرنے
تمہارے مُبتدا ہم تھے، ہمارے مُنتَہا تُم ہو
عنایت کی نظر ہو کچھ کہ اپنی ہے حقیقت کیا
تمہاری خاکِ پا ہم ہیں، ہماری کیمیا تُم ہو
بھنور میں میری کشتی ہے بچا لو غَرق ہونے سے
حوالے یہ خدا کے ہے اب اِس کے ناخدا تُم ہو
”شبِ تاریک و بیمِ موج و گردابے چُنیں ہائل“
مصائِب خواہ کتنے ہوں ہمارا آسرا تُم ہو
ہر اِک ذرّے میں جلوہ دیکھ کر کہتی ہیں یہ آنکھیں
تُم ہی تُم ہو، تُم ہی تُم ہو، خدا جانے کہ کیا تُم ہو
نہ تُم اس ہاتھ کو چھوڑو، نہ ہم چھوڑیں گے یہ دامن
غلام میرزاً ہم ہیں، خدا ئے میرزاً تُم ہو
اِلٰہی بَخش دو میری خطائیں میری تقصیریں
کہ غَفّارُ الذُّنوب اور ماحِیٔ جرم و خطا تُم ہو
مناجاتیں تو لاکھوں تھیں مگر اک جُنبشِ سر سے
پسند اس کو کیا جس نے وہ میرے کبریا تُم ہو

(حضرت میر محمد اسمٰعیلؓ)

(بخارِ دل صفحہ 122-124)

بقیہ از صفحہ 8۔درود شریف کی برکات

عزت پاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں کسی ایسے درود کا قائل نہیں کہ جو انسان کو خدا سے بے نیاز کردے ۔اور جس کے ورد کے بعد قضاوقدر کے احکام خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہ رہیں بلکہ درود خواں ان پر حاکم ہوجائے ۔اس مقام پر حضور کے کلام میں جوش کے آثار نمایاں ہوگئے اور چہرہ پر سرخی آگئی ۔اور فرمایا کہ بے شک درود شریف کی بڑی برکات اور تاثیرات ہیں اور اس کی کثرت سے انسان پر برکات نازل ہوتی ہیں ۔اور اس کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کے بے شمار فضائل ہیں ۔لیکن باوجود اس کے انسان کو خدا تعالیٰ کی بے پروائی اور بے نیازی سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے کبھی ایسا بھی وقت ہوتا تھا کہ جس نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج کر لوگ خیرو برکت پاتے ہیں خود اسے بھی خدا کے احکام کے آگے تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہ تھا پس درود خوب پڑھو اور کثرت سے پڑھو مگر اس بات کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھو اور خدا تعالیٰ کو قادر مطلق اور بے نیاز خدا سمجھو اور تسلیم اور رضاپر ایمان کی بنیاد رکھو“ (رسالہ درود شریف صفحہ 293-294)

میں اپنے مضمون کو حضرت رسول کریم ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کے دو اقتباسات پر ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس عظیم محسن پر درود بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی برکات سے بھی مستفیض فرمائے۔ آمین یارب العالمین

”اے لوگو اس رسول پر درود اور سلام بھیجو جس کے قدم پر تمام لوگوں کو جمع کیا گیا اور وہ اپنے خداوند رحیم و کریم کی طرف کھنچے چلے آئے ۔جس نے بہت سی مخلوق کو مہلک اور پر مشقت جنگلوں سے نکال کر امن وامان کے سبزہ زاروں اور باغوں میں پہنچایا ۔اور دہشت زدہ دلوں کو دلیری اور بہادری بخشی تھک کر چور ہو چکی ہوئی اور درماندہ ہمتوں کو قوی کیا ۔اور مفقود ہوچکے ہوئے انوار کو پھر موجود کیا ۔اور حقائق و معارف کے نہایت درخشاں اور خوبصورت موتی اور یاقوت اور مرجان لایا اور اصول قائم کئے اور عقول کو آداب سے زینت بخشی ۔اور پھر لوگوں کو کفر اور گمراہی اور سرکشی کی زنجیروں سے نکالا ۔اور مومنوں اور اسلام لانے والوں کو جو آپ کی خیرو برکت کے طالب تھے اور ہیں یقین اور جمیعت اور اطمینان کا پیالہ پلایا اور انہیں شر اور خسارہ کی راہوں سے بچایا اور خیر اور سعادت اور نیکو کاری کی تمام راہوں پر چلایا“

(آئینہ کمالات اسلام،روحانی خزائن جلد5 صفحہ 4)

ایک اور عربی کتاب میں بھی اس کے متعلق فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے : ”اس محسن نبی پر درود بھیجو جوخداوند رحمان و منان کی صفات کا مظہر ہے کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور جس دل میں آپکے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو خود تباہ کرنے کے درپے ہے ۔اے اللہ اس امی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی سیراب کیا ہے جیسا کہ اس نے اولین کو سیراب کیا تھا اور اپنے رنگ میں رنگین اور پاک لوگوں میں داخل کیا تھا“

(ترجمہ از عربی عبارت اعجازالمسیح صفحہ 3-4)

بھیج درود اُس محسن پر تُو دن میں سوسو بار
پاک محمد مُصطفٰے نبیوں کا سردار
حضرت سید ولد آدم ﷺ
سب نبیوں میں افضل و اکرم ﷺ
نام محمد کام مکرم ﷺ
ہادئ کامل رہبر اعظم ﷺ
یارب صلی علی نبیک دائما
فی ھذہ الدنیا و بعث الثان

حیدر علی ظفر۔جرمنی

درود شریف کی اہمیّت اور برکات

آنحضرت ﷺ کے انسانیّت پر بے شمار احسانات ہیں۔آپ ؐخود بھی سرا سر نور ہیں اور آپ کی لائی ہوئی کتاب بھی نور ہی نور ہے جس کے ذریعے آپ ؐ نے لوگوں کو اس طور سے اندھیروں سے نکالا کہ اُن کے آگے بھی نور چلنے لگا اور پیچھے بھی۔ آپ نے مردوں کو جلایا اور وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قدر تڑپتے اور رو رو دعائیں کرتے اور اپنی جان کو دُکھ میں ڈالتے کہ عرش کے خدا نے آپ کی اس حالت کو دیکھ کر فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ (الشعراء:4) یعنی شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔

حضرت مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں کہ ’’ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرہ گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا ۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھی جنھوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صل و سلم و بارك علیه و اٰله بعدد همه و غمه و حزنه لهٰذه الامة و انزل علیه انوار رحمتك الی الابد

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد۶ صفحہ 11-10)

آپ کے طفیل دنیا کو ایسی پاک اور کامل تعلیم عطا کی گئی جو انسان کی ہر طرح کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا ذریعہ ہے ۔ زندگی کا کوئی ایک بھی ایسا شعبہ نہیں جس میں آپ نے اس تعلیم پر خود عمل کرکے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے کامل نمونہ نہ دکھایا ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ’’ وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا ۔۔۔۔وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ۔اے پیارے خدا اس پیارے نبیؐ پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو ۔ ‘‘ (اتمام الحجہ صفحہ 28)

آپ ؐ مخلوقِ خدا کے لئے سرا سر رحمت اور عاقیّت کا ایک حصار تھے ۔ آپ کی اس پہلو سے بھی امتیازی شان ہے کہ جملہ انبیاء میں سے صرف آپ کو ہی رحمۃ لّلعالمین کا لقب عطا ہوا ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (الانبیاء 108) اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر ۔ پھر اپنے متبعین اور مومنین کے لئے آپ کے خصوصی پیار اور محبت ، رأفت و شفقت اور رحم کے جذبات اور سلوک کا خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ (التوبۃ :128)

یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا)ہے۔مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

انسانی وہم و گمان سے بلند و برتر شانِ مُصطفوی، آپ کے محامد اور احسانات بے حدو حساب ہیں جن سے قرآن و احادیث بھرے پڑے ہیں۔ پس وہ جو رحمۃ للعٰلمین تھا اور اپنے ماننے والوں کے لئے خاص طور پر مہربان اور سراپا رحمت و شفقت تھا اور جس پر ان کا تکلیف میں پڑنا شاق گزرتا تھا اس کا حق بنتا ہے کہ ہم جو آپ کے ماننے والے ہیں ہم بھی شکر گزاری اور احسان مندی کے جذ بات سے معمور ہوکر آپ کے لئے سلامتی اور رحمت کی دعائیں کیا کریں ۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیں ہزار پیغمبر دنیا میں آئے لیکن انسانیّت کے اس محسنِ اعظم کے بلند ترین روحانی مقام کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان سب انبیاء میں سے اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ؐ پر اپنے اور فرشتوں کی طرف سے درود بھیجنے کا ذکر کر کے تمام مومنین کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ بھی آپ پر درود بھیجا کریں ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا (الاحزاب : 57) یعنی اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو ۔

مذکورہ بالا آیت سے ظاہر ہے کہ اس میں (1) اللہ تعالیٰ نے درود خوانی کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے ۔پس ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے عمل سے اس علامت کو ظاہر کرے۔ (2) درود شریف پڑھنے سے انسان کو خدا اور فرشتوں کی ہمنوائی کا شرف حاصل ہوتا ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے درود خوانی کو اپنا اور اپنے ملائکہ کا فعل قرار دیا ہے ۔ (3) نماز پنجگانہ کی ادائیگی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس کے علاوہ بھی نمازیں ہیں درود شریف کو ہر نماز کا جزو قرار دیا گیا ہے (4) جس طرح نماز کے لئے قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے اسی طرح درود کے لئے بھی قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے ۔پس اس نام سے بھی درود کی اہمیّت ظاہر ہے ۔لاریب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ انسانیّت کے محسنِ اعظم ہیں اور ہر محسن کے احسانات کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور درود خوانی شکر گزاری کا ایک ذریعہ ہے ۔پس اس کا پڑھنا اس لحاظ سے بھی نہایت ضروری ہے ۔کیونکہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا اس کو خدا کا شکر ادا کرنے کی بھی توفیق نہیں ملتی ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں۔ ’’ آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا ۔کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت اور صدق وہ تھا ۔کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں ۔تو اس کی نظیر نہیں ملتی ۔‘‘

(اخبار الحکم جلد 7 نمبر 25 پرچہ 10 جولائی 1902ء)

درود شریف کی اہمیّت اور فضیلت کے عرفان اور اس کے اجر اور برکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ اس کے متعدد پہلوؤں کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جائے ۔چنانچہ یہاں ذیل میں احادیث مبارکہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود ؑ کی روشنی میں ذیلی عناوین کے تحت درود خوانی کی کچھ تفا صیل بیان کی جاتی ہیں۔و باللہ التوفیق

کون سا درود پڑھا جائے

یاد رکھنا چاہئے کہ درود وہی بابرکت ہے جس کے پڑھنے کا خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں حضرت کعب ؓ بیان فرماتے ہیں۔

یَأۡتِنَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقُلۡنَا يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ كَيۡفَ الصَّلٰوةُ عَلَيۡكُمۡ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدۡ عَلَّمَنَا كَيۡفَ نُسَلِّمُ قَالَ قُوۡلُوۡا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰٓى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ۔اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰٓى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ

(صحیح بخاری کتاب الا نبیاء)

ہم لوگوں نے (ایک دفعہ)حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ لوگوں یعنی آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کس طرح بھیجا کریں۔سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے مگر درود بھیجنے کا طریق ہم نہیں جانتے ۔آپ نے فرمایا یوں کہا کرو ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰٓى اِبۡرَاهِيۡمَ وَ عَلٰٓى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ۔اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰٓى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ۔اے اللہ محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر درود بھیج ۔جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر درود بھیجا ہے ۔تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے ۔اے اللہ تو محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر برکات بھیج ۔جیسا کہ تونے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر برکات بھیجے ہیں تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے ۔

درود شریف کس طرح پڑھا جائے

حضرت مسیح موعود ؑ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’درود شریف اس طور پر نہ پڑھا کریں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ ﷺ سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضورِ تام سے اپنے رسول مقبول ؐ کے لئے برکاتِ الٰہی مانگتے ہیں ۔بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہء محبت آنحضرت ﷺ اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہر گز اپنا دل تجویز نہ کرسکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہاء تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جواس سے ترقی کرے گا ۔اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہوسکتا ہے کہ جو کچھ محبانِ صادق آنحضرت ﷺ کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کرسکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو ۔اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوّتِ واہمہ پیش نہ کرسکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کرسکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو ۔۔۔۔پس جب اس طور پر یہ درد شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلا شبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے ۔

اور حضورِ تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکاساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہوجائے ۔‘‘(مکتوبات جلد 1صفحہ 13)

اسی طرح ایک دوسرے خط میں نصیحت کرتے ہیں ۔ ’’ آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں ۔اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ۔ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں ۔اور بہت ہی تضرع سے چاہیں ۔اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبت ہو ۔اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں ۔کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں ۔۔۔۔اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو ۔اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو ۔اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں ۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 25-24)

درود شریف کا اجر

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مَنۡ صَلّٰى عَلَىَّ وَاحِدًا صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْہِ عَشْرًا (مسلم) یعنی جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل کرتا ہے۔پس اس بشارت سے بھی درود شریف کی فضیلت ظاہر ہے۔یاد رہے کہ اعمال کی جزاء میں نیت کا بہت کچھ دخل ہوتا ہے نیت میں جس قدر صدق و اخلاص اور وسعت ہوگی اجر بھی اسی نسبت سے ارفع و اعلیٰ اور وسیع ہوگا۔پس آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے یہ منشاء ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جو شخص کامل اخلاص اور کامل محبت اور کامل معرفت سے درود پڑھے گا اس کو بھی اس سے زیادہ جزاء نہیں ملے گی بلکہ یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ درود پڑھنے کی کم از کم جزاء دس گنا ہے چنانچہ عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ پر عمدگی سے ایک دفعہ درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر بار درود بھیجیں گے۔

(جلاء الا فھام بحوالہ مسند احمد بن حنبل)

پس اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ جزاء وسعتِ نیت پر موقوف ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔پھر مجھ پر درود بھیجو۔جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔پھر فرمایا: ”میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو جو جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو ملے گا۔اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہوجائے گی۔“

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القول مثل قول المؤذن سمعه ثم يصلي على النبی ﷺ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔

(ترمذی کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ اَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

(ابوداؤد کتاب المناسك باب زيارة القبور)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیگا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔(یعنی آنحضرت ﷺ پر سلام بھیجنے والے کو اس درود کا ایسا اجر اور ثواب ملے گا جیسے خود حضورؐ سلام و درود کا جواب مرحمت فرما رہے ہوں۔

درود شریف خود ہمارے لئے بھی دعا ہے

آنحضرت ﷺ کا وجود باوجود بحکم وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء :108) دنیا کے لئے سرا سر رحمت ہے اور تمام دنیا کی فلاح و بہبود آپؐ کے اغراض و مقاصد میں شامل ہے اس لئے آپؐ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے دعا کرنا دراصل اپنے اغراض و مقاصد کے لئے ہی دعا کرنا ہے۔دوسرے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ میں آنحضرت ﷺ کے علاوہ آپؐ کی آل کے لئے بھی دعا کی جاتی ہے اور آل میں تمام امت شامل ہے اس لئے درود نہ صرف آنحضرت ﷺ کے لئے ہی دعا ہے بلکہ خود ہمارے لئے بھی ایک دعا ہے۔چنانچہ حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنی دعا کا کتنا حصہ حضور کے لئے مخصوص کیا کروں؟ فرمایا جتنا چاہو۔عرض کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کردو تو زیادہ بہتر ہوگا۔میں نے عرض کیا نصف حصہ؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی بڑھا دو تو اور بھی بہتر ہوگا۔میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کردو تو اور بھی بہتر ہوگا۔میں نے عرض کیا کہ آئندہ میں اپنی تمام دعا کو حضور کے لئے ہی مخصوص رکھا کروں گا۔آپؐ نے فرمایا اس میں تمہاری سب ضرورتیں آجائیں گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام درست کردیگا اور تمہاری ساری مرادیں پوری کردے گا (جامع ترمذی) پس اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ درود شریف نہ صرف آنحضرت ﷺ کے لئے دعا ہے بلکہ خود ہمارے لئے بھی ایک دعا ہے۔

درود شریف کے بغیر نماز ہے نہ دعا

حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص (نماز میں) خدا کے نبی پر درود نہ بھیجے اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ (اجلاء لا فہام بحوالہ سنن نسائی)

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تُو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔

(ترمذی کتاب الصلوۃ باب ما جاء فی فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ)

آنحضرت ﷺ تک درود کیسے پہنچتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّا حِیْنَ یُبَلِّغُوْنَنِیْ عَنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ

(جلاء الافہام ص 30 بحوالہ سنن نسائی)

ترجمہ: ”حضرت عبد للہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ

(جلاء الافہام بحوالہ معجم کبیر طبرانی)

حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو۔تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ سے سوال کیا گیا کہ السلام علیکم یا اھل القبور جو کہا جاتا ہے کیا مردے سنتے ہیں؟ آپ نے جوابًا فرمایا

”دیکھو وہ سلام کا جواب و علیکم السلام تو نہیں دیتے۔خداتعالیٰ وہ سلام ان کو پہنچا دیتا ہے۔اب ہم جو آواز سنتے ہیں۔اس میں ہوا ایک واسطہ ہے لیکن یہ واسطہ مردہ اور تمہارے درمیان نہیں۔ لیکن السلام علیکم میں خداتعالیٰ ملائکہ کو واسطہ بنادیتا ہے۔اسی طرح درود شریف ہے کہ ملائکہ آنحضرت ﷺ کو پہنچادیتے ہیں۔“

درود شریف کی تاکید، فضائل اور برکات
(بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ)

شرط بیعت

درود شریف کی اہمیّت کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا ذکر اپنی دس شرائط بیعت میں بھی کیا ہے چنانچہ تیسری شرط کے الفاظ یہ ہیں۔ ”یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔“

درود شریف واستغفار اور نماز بہترین وظیفہ ہے

ایک شخص نے بیعت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا۔کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ ”نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔صدقہ و خیرات کرو۔درود و استغفار پڑھا کرو۔“ (الحکم جلد 7۔28 فروری 1903ء)

درود شریف دنیا وآخرت کے محمود ہونے کا ذریعہ ہے

اپنے ایک خط بنام چوہدری رستم علی صاحبؓ میں فرمایا ”بعد سلام مسنون آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔بعض اوقات یہ عاجز بیمار ہو جاتا ہے اس لئے ارسال جواب سے قاصر رہتا ہے۔آپ کے لئے دعا کی ہے۔خدا تعالیٰ دنیا و آخرت محمود کرے۔بعد نماز عشاء درود شریف بہت پڑھیں۔اگر تین سو مرتبہ درود شریف کا ورد مقرر رکھیں تو بہتر ہے۔اور بعد نماز صبح اگر ممکن ہوتو تین سو مرتبہ استغفار کا ورد رکھیں۔والسلام

(مکتوبات جلد 5 نمبر 3 صفحہ 3)

درود شریف غموم اور پریشانیوں کے دور ہونے کا ذریعہ ہے

سیٹھ عبدا لرحمٰنؓ کے نام اپنے ایک خط میں آپ فرماتے ہیں۔

”عنایت نامہ پہنچا۔یہ عاجز دعا میں بدستور مشغول ہے اور انشاء اللہ القدیر اسی طرح مشغول رہے گا جب تک آثار خیر وبرکت ظاہر ہوں۔ دیر آید درست آید۔میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ بھی اس تشویش کے وقت اکیس مرتبہ کم سے کم استغفار اور سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنے لئے دعا کرلیا کریں۔ اگر اس کی دلی ذوق اور محبت سے مداومت کی جائے تو زیارت رسول کریم ﷺ بھی ہوجاتی ہے۔ اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت مؤثر ہے۔“ (مکتوبات احمدیہ جلد 5 نمبر 3 صفحہ 6-7)

حضرت شاہزادہ حاجی عبد المجید خان لدھیانویؓ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں ”جب یہ عاجز حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرچکا۔ تو حضور نے فرمایا کہ مشکلات کے وقت بعد از نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کرکے سو دو سو دفعہ یا اس سے کم و بیش استغفار اور ایسا ہی سو دو سو دفعہ یا کم و بیش درود شریف پڑھ کر خوب دعا مانگو اللہ تعالیٰ حاجتوں کو نہیں اٹکاوے گا۔

(از رسالہ درود شریف صفحہ 132)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ کی روایت ہے ”جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تو حضورؑ نے مجھے درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا ”اسی طرح اور دوستوں کو بھی حضور درود شریف اور استغفار کی تاکید فرماتے ایک دوست نے کوئی وظیفہ پوچھا تو فرمایا۔ ہمارے ہاں تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہے ہاں استغفار بہت کیا کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے احسانات کو یاد کرکے آپ پر کثرت سے درود بھیجا کریں بس یہی وظیفہ ہے“

حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ نے بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو آپ نے فرمایا کہ ”آپ درود شریف پڑھا کریں۔“

درود شریف کی برکت سے زیارت نبوی ﷺ

ایک دفعہ ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بہت خواہش مند ہوں۔آپ نے فرمایا: ”آپ درود شریف بہت پڑھا کریں“ (بدر جلد 3 نمبر 14)

درود شریف سے لذت ، انشراح اور حیاتِ قلب

"درود شریف کے پڑھنے کی مفصل کیفیت پہلے لکھ چکا ہوں ۔۔۔ کسی تعداد کی شرط نہیں ۔اسقدرپڑھا جائے ۔کہ کیفیتِ صلوۃ سے دل مملو ہو جائے ۔اور ایک انشراح اور لذت اور حیاتِ قلب پیدا ہوجائے ۔اور اگر کسی وقت کم پیدا ہو ۔تب بھی بے دل نہیں ہونا چاہئے۔سو جس قدر میسر آوے ۔اس کو کبریتِ احمر سمجھے ۔اور اس میں دل وجان سے مصروفیت اختیار کرے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 26)

درود شریف حصول استقامت اور قبولیت دعا کا ذریعہ ہے

"رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہوگیا ۔تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے ۔درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے ۔بکثرت پڑھو ۔مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسو ل اللہ ﷺ کے حسن اوراحسان کو مد نظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے ۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا ۔"

(سلسلہ کلمات طیبات حضرت امام الزمان نمبر 1حضرت اقدس کی ایک تقریر صفحہ 22 رسالہ ریویو اردو جلد 3 نمبر1 صفحہ 14-15)

درود شریف کتنی دفعہ پڑھا جائے

"اور کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے ۔اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں ۔کہ جب تک ایک حالت رقت اور بیخودی اور تاثر کی پیدا ہوجائے ۔اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے ۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 18)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی ؓ فرماتے ہیں۔"قادیان مقدس میں جب میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ سے مشرف ہوا تو حضور اقدس علیہ السلام نے ازراہِ نصیحت فرمایا کہ نمازوں کو سنوار کر پڑھنا چاہئے اور مسنونہ دعاؤں کے علاوہ اپنی مادری زبان میں بھی دعا کرنی چاہئے ۔مولوی امام الدین صاحب ؓ نے عرض کیا کہ حضور کیا مادری زبان میں دعا کرنے سے نماز ٹوٹ تو نہ جائے گی؟ حضور اقدس فداہ نفسی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نماز تو ٹوٹی ہوئی تو پہلے ہی ہے ہم نے تو نماز جوڑنے کے لئے یہ بات کہی ہے ۔اس کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کثرت سے درود شریف اور استغفار پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔مجھے ایک عرصہ تک درود و استغفار کی کثرت کے متعلق خلجان رہا کہ کثرت سے نہ معلوم کتنی تعداد مراد ہے۔تب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے بحالت کشف ملے اور میری بیعت لی اور فرمایا کہو استغفراللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ مائۃ مرۃ ۔ یعنی سو مرتبہ استغفار پڑھو ۔اس سے مجھے معلوم ہوگیا کہ کثرت سے مراد عام حالات میں کم ازکم سو مرتبہ استغفار کا ورد ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب"

(حیات قدسی حصہ دوم)

موزوں تر وقت

" بعد نماز مغرب و عشاء جہاں تک ممکن ہودرود شریف بکثرت پڑھیں ۔اور دلی محبت و اخلاص سے پڑھیں ۔اگر گیارہ سو دفعہ روز ورد مقرر کریں یا سات سو دفعہ ورد مقرر کریں تو بہتر ہے ۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا اثر

ایک موقعہ پرمکرم مصلح الدین راجیکی نے ایک غیر احمدی معترض کو جس نے اپنے خیال خام میں یہ سمجھ رکھا تھا کہ احمدی نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی تعظیم نہیں کرتے کس طرح لاجواب کیا ۔ پشاور میں مقیم سلسلہ کے مربی مکرم مولوی چراغ دین اس چشمدید واقعہ کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں ۔"پشاور میں جب 1956ء میں آپ کو پانچ چھ ماہ قیام کا موقع ملا تو ایک روز احمدیہ مسجد میں ایک غیراحمدی مولوی صاحب نے دوران گفتگو میں کہا کہ احمدی لوگ آنحضرت ﷺ کی تعظیم نہیں کرتے یہ بات سن کر مولوی مصلح الدین پاس آگئے اور غیر احمدی سے کہنے لگے کہ کیا وہ لوگ جو نبی کریم ﷺ پر دن میں ہزار دفعہ درود بھیجتے ہیں آپ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کی تعظیم نہیں کرتے ۔غیر احمدی نے کہا کہ کون حضور ﷺ پر دن میں ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک احمدی تو میں ہوں کہ روزانہ کم از کم ہزار بار درود بھیجتا ہوں ۔یہ سن کر وہ صاحب دیر تک آپ کی طرف دیکھتے رہے اور پھر خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے ۔

(تابعین اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 13)

درود اجابت دعا کی کلید ہے

حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں۔

" پھر درود سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جو شخص درود کثرت سے پڑھتا ہے اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں ۔دنیا میں یہ طریق ہے کہ اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہو تو اس کی پیاری چیز سے پیار کیا جاتا ہے ۔کسی عورت سے اگر کوئی کام کرانا ہو تو اس کے بچے سے محبت کرو ۔پھر دیکھو وہ کیسی مہربان ہوتی ہے۔ فقیر بھی جب خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے تو یہ صدا کرتا ہے " مائی تیرے بچے جیئیں" ۔کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے جب ماں یہ آواز سنتی ہے تو دوڑی آتی ہے اور فقیر کو خیرات دیتی ہے ۔دیکھو اس آواز کے سنتے ہی جو اس کے پیارے بچے کے لئے ایک دعا ہوتی ہے وہ کس طرح دوڑی آتی ہے اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے اس کے پیارے کے لئے دعا کی ہے تو کہتا ہے تو نے میرے پیارے کے لئے دعا کی، آ میں تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں ۔۔۔ ہم مسجد وں میں جب آئیں تب بھی درود پڑھیں۔اور گھروں میں جب جائیں ۔تب بھی آ نحضرت ﷺ پر درود پڑھیں ۔"

(الفضل جلد 13 نمبر 68 پرچہ 11 دسمبر 1925ء)

درود شریف میں تمام دعائیں آجاتی ہیں

روایت حضرت مفتی محمد صادق ؓ : "میں درود شریف کثرت سے پڑھتا تھا ۔اور اس میں بہت لذت اور سرور حاصل کرتا تھا۔ انہی ایام میں میں نے ایک حدیث میں پڑھا کہ ایک صحابی نے رسول کریم ﷺ کے حضور میں عرض کیا کہ میری ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کریں گی ۔یہ حدیث پڑھ کر مجھے بھی پر زور خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی ایسا ہی کروں ۔چنانچہ ایک روز جب کہ میں قادیان آیا ہوا تھا ۔اور مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود ؑ کی خدمت میں حاضر تھا ۔میں نے عرض کیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں ۔حضور ؑ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اسی وقت میرے لئے دعا کی ۔تب سے میرا اس پر عمل ہے کہ اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کرکے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں ۔اور یہ قبولیت دعا کا ایک بہت بڑا ذریعہ میرے تجربہ میں آیا ہے ۔ وماتوفیقی الاباللہ العلی العظیم۔ محمد صادق 18 اپریل 1934ء "

(بحوالہ رسالہ درود شریف صفحہ 138)

درود شریف سے اجرائے نبوت کا استدلال

درود میں جو دعا مانگی جاتی ہے اس کا صحیح مطلب یہ ہوا کہ الٰہی حضرت ابراہیم ؑ نے آپ سے جو مانگا ، انہیں آپ نے اس سے بڑھ کر دیا ۔اب محمد ﷺ نے جو مانگا ، انہیں بھی مانگنے سے بڑھ کر عطا کیجئے ۔دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنی ہوئے کہ جو کچھ حضرت ابراہیم ؑ کو ملا ' محمد ﷺ کو اس سے بڑھ کر دیا جائے۔اور وہ چیز جس کے لئے حضرت ابراہیم ؑ سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ کو دینے کی دعا کی گئی ہے ، یہی ہے کہ حضرت ابراہیم نے امت مسلمہ مانگی ۔ان کی نسل میں نبوت قائم کردی گئی ۔ رسول کریم ﷺ نے اپنی امت کے لئے ان سے بڑھ کر دعا کی ۔اس لئے آپ کی امت کو ان کی امت سے بڑھ کر نعمت دی جائے اس نکتہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے درود کو دیکھیں تو معلوم ہوسکتا ہے کہ کتنے عظیم الشان مدارج کے حصول کے لئے اس میں دعا سکھائی گئی ہے ۔ درود شریف کی اس عظیم الشان برکت کا ذکر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے الفاظ میں ملاحظہ فرماویں :

"اور جب ہم درود پڑھتے ہیں تو رسول کریم ﷺ پر احسان نہیں کررہے ہوتے ہیں ۔کیونکہ اس میں رسول کریم ﷺ کی امت کی ترقی کی دعا کی ہے ۔۔۔۔ کہ وہ رحمتیں جو حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ ظاہر ہوئیں ان سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ کے ذریعہ نازل کی جائیں ۔یعنی جس طرح ان کو مانگنے سے بڑھ کر دیا گیا اسی طرح رسول کریم ﷺ نے جو کچھ مانگا اس سے بڑھ کر دیا جائے۔"

(الفضل 13 جنوری 1928ء)

ایک مرتبہ حضرت قاضی محمد نذیر فاضل (المعروف لائل پوری) کی ایک فاضل دیو بندی مولوی سے ختم نبوت پر دو دن بحث ہوتی رہی اس بحث میں دو ثالث بھی مقرر کئے گئے تھے ۔ با لآخر قاضی صاحب نے اس مولوی سے کہا کل سے آپ مجھ سے یہ بحث کررہے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا ۔مگر میں حیران ہوں کہ آپ کہتے کچھ ہیں اور عمل آپ کا کچھ اور ہے آپ نے اپنی اس بات کی وضاحت یوں فرمائی۔

قاضی صاحب : خداتعالیٰ کے حضور پانچ وقت نماز میں تو آپ دعا کرتے ہیں کہ خدایا امت میں نبی بھیج اور مجھ سے آپ یہ بحث کررہے ہیں کہ اب امتی نبی بھی نہیں آسکتا ۔

مولوی صاحب : (جھنجھلا کر) میں ایسا کب کرتا ہوں ؟

قاضی صاحب : ذرا وہ درود شریف تو پڑھ کر سنائیں جو آپ نماز میں پڑھتے ہیں ۔

مولوی صاحب : (درود شریف پڑھنے لگے)

قاضی صاحب : مولوی صاحب وہ رحمتیں اور برکتیں جو آل محمد ﷺ کے لئے آپ طلب کرتے ہیں ' آیا وہ وہی رحمتیں اور برکتیں ہیں جو آل ابراہیم ؑ کو ملی تھیں؟

مولوی صاحب : ہاں ۔ٹھیک وہی ہیں

قاضی صاحب :مولوی صاحب ان رحمتوں اور برکتوں میں تو نبوّت بھی شامل ہے جو آپ آل محمدؐ کے لئے طلب کرتے ہیں ۔ یہاں تک بات ہوئی تھی کہ مولوی صاحب کا مقرر کردہ ثالث بول اٹھا ۔وہ کہنے لگا ۔قاضی صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں ۔میں مولوی صاحب سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں ۔یہ کہہ کراس ثالث اور مولوی صاحب کے درمیان مندرجہ ذیل مکالمہ چل پڑا :

ثالث مولوی صاحب کیا آپ درود شریف میں آل محمد ؐ کے لئے حلوہ مانڈہ طلب کرتے ہیں ؟

مولوی صاحب : نہیں ۔روحانی نعمتیں طلب کرتا ہوں ۔

ثالث: اچھا یہ بتائیں کہ آپ آل محمدؐ کے لئے وہی رحمتیں اور برکتیں طلب کرتے ہیں جو آلِ ابراہیم ؑ کو ملیں یا کچھ اور ؟

مولوی صاحب : وہی رحمتیں اور برکتیں طلب کرتا ہوں ۔

ثالث : اچھا ، مولوی صاحب فرمائیے آل ابراہیم ؑ کو کون کون سی رحمتیں اور برکتیں ملیں؟

مولوی صاحب:آل ابراہیمؑ میں بڑے بڑے اولیاء کرام پیدا ہوئے ۔

ثالث : الحمد للہ ۔تو پھر درود شریف کی دعا سے آل محمدؐ میں بھی بڑے بڑے اولیاء ہونے چاہئیں ۔

مولوی صاحب : ہاں ۔

ثالث8 : اچھا فرمائیے ۔آل ابراہیم ؑ کو اور کیا کیا رحمتیں اور برکتیں ملیں ؟

مولوی صاحب:ان میں بڑے بڑے مقربین بار گاہِ الٰہی پیدا ہوئے ۔

ثالث: پھر درود شریف کی دعا سے آل محمدؐ میں بھی مقربین بارگاہِ الٰہی پیدا ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

مولوی صاحب: ہو سکتے ہیں۔

ثالث: اچھا مولوی صاحب یہ بھی بتائیے کہ آل ابراہیمؑ میں کوئی نبی بھی ہوا ہے یا نہیں؟

مولوی صاحب: ہاں نبی بھی ہوئے ہیں۔

حضرت قاضی صاحب موصوف فرماتے ہیں: ’’اس پر وہ ثالث فی الفور کہنے لگا کہ اچھا، مولوی صاحب اگر یہ بات ہے تو پھر میں آپ کے خلاف، اور قاضی صاحب کے حق میں ڈگری دیتا ہوں۔کیونکہ جب آل ابراہیمؑ میں نبی ہوتے رہے، تو آل محمد ﷺ میں بھی نبی ہونے چاہئیں‘‘ (خلاصۃً از شانِ خاتم النبیینؐ صفحہ 104-107 مصنفہ قاضی محمد نذیر فاضل سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

اب سنئے حضرت مسیح موعودؑ اپنی نبوت اور اپنے دعویٰ کے متعلق کیا فرماتے ہیں ’’ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقّے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھذا بما صلیت علی محمد

(حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ 131)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا ’’ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امّتی اور میری نبوّت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوّت۔اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امّتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپکے ذریعہ سے ملا ہے‘‘

(حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ 154)

حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب فرمایا۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

درود شریف کے بعض ظاہری فوائد

درود شریف تنگی دور ہونے کا ذریعہ ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ السَّوَائِیِ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثْرَۃُ الذِّکْرِ وَالصَّلٰوۃُ عَلَیَّ تَنْفِی الْفَقْرَ

(جلاء الافہام بحوالہ حلیہ ابی نعیم اختصار ا صفحہ 51)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ سوائیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ ہے۔

درود شریف دماغی پریشانی کا علاج ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ مَوْلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا طَنَّتْ اُذُنُ اَحَدِکُمْ فَلْیَذْکُرْنِیْ وَ لْیُصَلِّ عَلَیَّ (جلاء الا فہام بحوالہ طبرانی) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی رافعؓ آزاد فرمودہ آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جب تم میں سے کسی شخص کو (دماغی پریشانی کے باعث) سوائے پریشان سی آواز کے (جو مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی ہوتی ہے) اور کچھ سنائی نہ دے۔تو وہ میرے تعلق (اور میرے احسانات) کو یاد کرکے مجھ پر درود بھیجے۔(اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی اس پریشانی کو دور کرکے اسے چین بخشے گا)

درود شریف بھولی ہوئی بات کے یاد آنے کا ذریعہ ہے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَسِیْتُمْ شَیْئًا فَصَلُّوْا عَلَیَّ تَذْکُرُوْہُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ

(جلاء الا فہام صفحہ 357)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔کہ جب تمہیں کوئی بات بھول جائے۔تو اس کا خیال چھوڑ کر مجھ پر درود بھیجو۔اس کی برکت سے اللہ چاہے گا تو تمہیں وہ بات (بھی) یاد آجائیگی۔

درود شریف حل مشکلات کی کلید ہے

حافظ نبی بخش صاحب متوطن فیض اللہ چک (والد حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ) جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سابقین اولین میں سے ہیں۔اور براہین کے زمانہ کے اصحاب میں سے ہیں۔بیان کرتے ہیں کہ میں نے متعدد مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ درود شریف تمام فیوض کے حصول کی کلید ہے اور یہ کہ جو مشکل اور جو حاجت پیش آئے۔اس کے لئے درود کا پڑھنا اس کے حل ہونے کا ذریعہ ہے۔

(رسالہ درود شریف صفحہ 295)

سر درد کا علاج

ایک مرتبہ مولانا غلام رسول راجیکیؓ کو خواب میں بتایا گیا کہ جس شخص کے سر میں درد ہو اس کے لئے یوں عمل کیا جائے کہ اس کی پیشانی پر لا کا حرف لکھتے جائیں اور درود شریف پڑھتے جائیں تو انشاء اللہ درد دور ہو جائے گا۔چنانچہ جب میں نے اس خواب کا ذکر ایک مرتبہ موضع پٹی مغلاں میں کیا تو وہاں کے ایک احمدیؓ دوست مرزا فضل بیگ صاحب نے اس کا بارہا تجربہ کیا اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے

الحمد للہ علیٰ ذالک

(حیات قدسی حصہ دوم صفحہ 45-47)

علاج بے روز گاری

ایک احمدی خاتون نے ایک دفعہ مولانا غلام رسول راجیکیؓ کو خط لکھا کہ میرے دو لڑکے باوجود اچھی تعلیم رکھنے کے ابھی تک بیکار ہیں آپ ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی روزگار کی صورت پیدا کردے مولانا صاحب نے اس کے لڑکوں کے لئے متواتر کئی روز تک دعا کی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رویاء کے ذریعہ انہیں بتایا گیا کہ اگر اس کے لڑکے تین لاکھ مرتبہ درود شریف کا ورد کریں گے تو ان کی تین سو روپیہ تنخواہ لگ جائے گی اور اگر ڈیڑھ لاکھ مرتبہ درود شریف کا ورد کریں گے تو ڈیڑھ سو روپیہ ان کی تنخواہ لگ جائے گی۔

(حیات قدسی حصہ اول صفحہ 61-62)

درود نہ پڑھنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَلَا دِیْنَ لَہٗ (جلاء الافہام بحوالہ محمد بن حمدان مروزی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔اس کا کوئی دین ہی نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خَطِیءَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ (سنن ابی ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔جس شخص نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑا وہ جنت کی راہ کو کھو بیٹھا۔

عَنْ قَتَادَۃَ (تابِعِیٌّ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ (جلاء الافہام بحوالہ سعید بن ابی عراب) حضرت قتادہ سے (مرسلاً) روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: یہ ایک کج خلقی اور بد اطواری کی بات ہے کہ ایک شخص کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جس کے پاس میرا نام لیا گیا لیکن اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا عَنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ صَلٰوۃٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَامُوْا عَنْ اَنْتَنِ جِیْفَۃٍ

(جلاءالافہام بحوالہ سنن کبیر نسائی)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔جس مجلس میں لوگ جمع ہوں اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور خدا کے نبی ﷺ پر درود بھیجے کے بغیر چلے جائیں۔وہ ایک نہایت سڑے ہوئے اور سخت بدبودار مردار کی طرح ہوگی اور اس میں شامل ہونیوالے لوگ مردار خور جانوروں میں شمار ہونے کے قابل ہوں گے۔

درود شریف انسان کو خدا تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کر دیتا

حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حلالپوری نے اپنے رسالہ ’’درود شریف‘‘ میں لکھا ہے کہ مکرم شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی جو حضرت مسیح موعودؑ کے بہت پرانے مخلصین میں سے تھے انہیں اپنے ایک خط میں لکھا کہ حضورؑ نے فرمایا ’’درود شریف کے جس قدر بھی فضائل بیان کئے جائیں کم ہیں۔میں خود اس کا صاحب تجربہ ہوں۔مجھ پر جو خدا تعالیٰ کے انعامات ہیں۔درود شریف کی برکات اور تاثیرات کا اس میں زیادہ حصہ ہے۔درود شریف کا ورد کرنے والا نہ صرف ثواب اخروی پاتا ہے بلکہ وہ اس دنیا میں بھی

باقی صفحہ 4 پر

محمد محمود طاہر

برصغیر کے ممتاز شاعر، صاحبِ طرز ادیب و ناول نگار اور بلند پایہ صحافی

محترم جناب قمر اجنالوی ۔ شخصیت و خدماتِ علم وادب

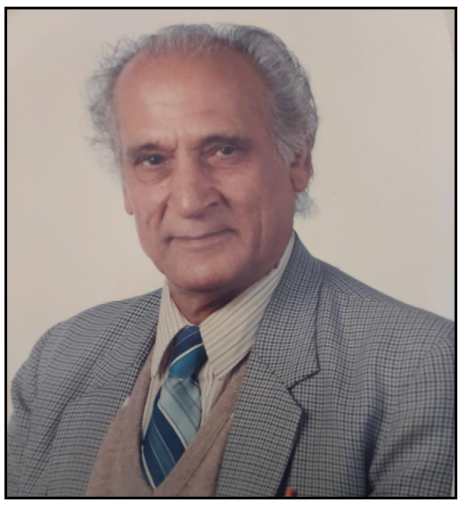

برصغیر کے ممتاز شاعر، صاحبِ طرز ادیب و ناول نگار اور بلند پایہ صحافی محترم جناب قمر اجنالوی جولائی 1919ء میں ایک دیندار اور مخلص احمدی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام عبدالستار تخلص قمر لیکن قمر اجنالوی کے نام سے علمی ، ادبی اور صحافتی حلقوں میں شہرت پائی۔ آپ کے والد حضرت میاں دین محمد اور دادا حضرت میاں عمر دین دونوں صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اسی طرح دادا کے تینوں بھائی بھی صحابہ میں شامل تھے۔ آپ کے چچا محترم میاں غلام محمد اختر سابق ناظر اعلیٰ ثانی و ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ رہے۔

خاندان میں احمدیت

آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے دادا کے بھائی حضرت میاں محمد دینؓ جو کہ مولوی محمد دین کے نام سے مشہور تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کا تعلق بلڑوال نزد اجنالہ ضلع امرتسر سے تھا۔آپ احمدیت قبول کرنے کے بعد قادیان میں ہی ٹھہر گئے اور پھر وہیں کریانہ کی دکان بھی شروع کر لی۔ حضرت میاں محمد دین کے والد میاں جھنڈو کو جب علم ہوا کہ میرا بیٹا قادیان چلا گیا ہے اور نعوذبا للہ کافر ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنے دو بیٹوں میاں عمر دین (قمر اجنالوی کے دادا)اور میاں نبی بخش (مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) کو اپنے بیٹے میاں محمد دین کو لینے کے لئے قادیان بھیجا۔ دونوں بھائی دو تین دن قادیان میں بھائی کے پاس رہے اور ان کو واپس جانے کے لئے قائل کرتے رہے لیکن میاں محمد دین ثابت قدم رہے۔جب دونوں واپس اپنے گاؤں لوٹنے لگے تو یہ عصر کے قریب کا وقت تھا۔ حضرت میاں محمد دین نے اپنے بھائیوں کو کہا کہ تم جانے سے پہلے مسجد اقصیٰ میں نماز عصر ادا کرلو اور مدعی مسیحیت کو خود دیکھ لو ۔ شروع میں تو وہ نہ مانے لیکن پھر دونوں بھائیوں نے مسجد اقصیٰ قادیان میں نماز عصر ادا کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے بعد آپ کے دامن سے ہی وابستہ ہوگئے ۔یہ روایت مکرم ونگ کمانڈر محمد حنیف شاد حال مقیم کینیڈا برادر اصغر محمد شریف اشرف سابق ایڈیشنل وکیل المال لندن نے اپنے والد میاں فتح محمد ابن حضرت میاں عمر دین سے سن کر بیان کی ہے۔ یوں یہ دونوں بھائی بھی احمدیت قبول کر کے اپنے گاؤں کو لوٹے۔ ان کے چوتھے بھائی حضرت میاں احمد دین (مکرم ضیاء اللہ مبشر کے دادا)نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی اور صحابی کا درجہ پایا۔

حضرت میاں محمد دینؓ ابتدائی موصیان میں شامل تھے۔ آپ کا وصیت نمبر 312ہے ۔ آپ نے 1917ء میں 50سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔آپ کی کوئی اولاد نہ تھی آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت میاں عمر دینؓ (قمر اجنالوی کے دادا)کے بیٹے محترم میاں غلام محمد اختر کو اپنے پاس رکھ کر پالا۔یوں وہ قادیان کے بابرکت ماحول میں رہ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعاؤں سے پاکستان ریلوے میں بہت اعلیٰ افسر بنے اور جماعت کی بھی نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔

آپ کے والد محترم جناب قمر اجنالوی کے والد اور میری والدہ کے نانا حضرت میاں دین محمد پیدائشی احمدی اور صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ دفتری ریکارڈ کے مطابق آپ کی پیدائش 94-1893کی بنتی ہے یوں قادیان کے ماحول میں آنے جانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوا کرتی تھی۔خاکسارراقم الحروف کو ان سے متعدد بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور وہ اپنے بچپن کے ایام میں دارالمسیح قادیان کی باتوں کو یاد کر کے سنایا کرتے تھے۔انہوں نے 1986ء میں وفات پائی ۔ لمبا عرصہ جماعت مغلپورہ کے ممبر رہے۔ تاریخ احمدیت لاہور مرتبہ شیخ عبدالقادر نے حضرت میاں دین محمد کا تذکرہ صحابہ لاہور میں کرتے ہوئے لکھا ہے۔

’’محترم میاں دین محمد محترم جناب میاں غلام محمد اختر ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ کے برادر اکبر ہیں۔ آپ بچپن کے احمدی ہیں ۔ بہت نڈر، بے باک ، صاف گو اور مخلص ۔ عمر 75سال کے لگ بھگ ہوگی(بوقت تحریر ۔ ناقل)پہلے لوکو ورکشاپ میں ملازم تھے ۔وہاں سے ریٹائر ہونے کے بعد اب گنج مغلپورہ میں ہی کریانہ کی دکان کرتے ہیں۔ اولاد :ایمنہ، عبدالستار قمر، نذیراں ، بشیراں۔‘‘

(تاریخ احمدیت لاہور صفحہ279,278)

قمر اجنالوی صاحب کے والد حضرت میاں دین محمد نے اپنے گاؤں کو چھوڑ کر قادیان میں رہائش رکھ لی اور آ پ نے کریانہ کی دوکان شروع کر لی۔ آپ کا کاروبار اچھا تھا۔خاکسار کی والدہ محترمہ صادقہ ثریا بیگم نے اپنا بچپن اپنے نانا حضرت میاں دین محمد کے پاس گزارا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کی دکان پر تمباکو بھی فروخت ہوتا تھا لیکن جب حضرت مصلح موعودؓ نے احمدی دکانداروں کو تمباکو فروخت کرنے سے منع فرمایا تو حضرت میاں دین محمد نے بھی اس کی فروخت بند کردی۔اگرچہ اس کی وجہ سے بظاہر کاروبار میں نقصان بھی ہوا۔ تب آپ کے بھائی محترم میاں غلام محمد اختر نے آپ کو ریلوے لوکو ورکشاپ مغلپورہ میں ملازم کروا دیا۔ یہ 1940ء کے قریب کا زمانہ ہے یوں آپ کی فیملی اور قمراجنالوی قادیان سے مغلپورہ لاہور منتقل ہو گئے۔

قادیان میں خدمات

جناب قمر اجنالوی کا بچپن اور ابتدائی جوانی قادیان کے پاکیزہ اور علمی ماحول میں گزری۔ آپ شروع سے ہی علمی اور ادبی مزاج کے حامل تھے ۔ تحریر و تقریر اور شعر و شاعری سے دلچسپی رہی۔ قادیان میں آپ کے دوستوں میں مولانا نسیم سیفی سابق ایڈیٹر الفضل ، شبلی بی کام اور سلیمان عرفانی تھے۔ ان تینوں نے مل کر ایک ماہنامہ ’’المبشر‘‘ بھی جاری کر رکھا تھا آپ اس رسالہ کے لئے خدمات بجالاتے رہے۔

قادیان کے زمانہ میں ہی آپ کی شاعری دربار خلافت اور حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ہاں شرف پذیرائی حاصل کر گئی تھی اور جلسوں میں آپ نظمیں پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ سیرۃ و سوانح حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ ناشر لجنہ اماء اللہ لاہور کے صفحہ370پر لکھا ہے۔

’’1939ء کے اوائل میں محلہ دارالرحمت میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت اماں جان بھی تشریف فرما تھیں۔ اس میں میاں عبدالستار صاحب قمر اجنالوی نے اپنی نظم پڑھی جس کا مطلع یہ تھا۔

کس شان سے مسلم آئے تھے اے ہند! تیرے میدانوں میں
شمشیر بکف ، قرآن بلب ، جوش تھا عجب ، دیوانوں میں

حضرت اماں جان نے اس نظم کو بہت پسند فرمایا اور ملک عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل کے ذریعہ اس نظم کو لکھوا کر منگوایا۔ اس نظم کی وجہ سے پھر بھی کبھی کبھی قمر صاحب کو اپنی نظمیں سنانے کا اتفاق ہوا۔جنہیں سن کر حضرت علیا پسندیدگی کا اظہار فرمایا کرتیں۔‘‘

حضرت اماں جانؓ کو نظمیں سنانے کی روایت خاکسار کی والدہ محترمہ نے بھی مجھ سے کئی باربیان کی ہے کہ میرے ماموں جناب قمر اجنالوی حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کو اپنی نظمیں سنایا کرتے تھے۔اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اقدس میں آپ کو کلام سنانے کا موقع ملا۔ میری والدہ صاحبہ نے اپنے بچپن سے ان اشعار کو یاد کر رکھا ہے جو قمر اجنالوی صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ 1993ء کے اخبار احمدیہ جرمنی میں یہ طبع شدہ ہے کہ 1940ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حضور جناب قمر اجنالوی نے یہ خوبصورت قصیدہ پیش کیا:

میرے محبوب! نذرِ نوجوانی لے کے آیا ہوں
جوانی چیز کیا ہے؟ زندگانی لے کے آیا ہوں
سنا تھا آگ اور پانی کبھی یکجا نہیں ہوتے
مگر میں دل میں آگ ، آنکھوں میں پانی لے کے آیا ہوں

(بحوالہ روزنامہ الفضل 25جولائی1993ء)

آپ کا یہ نذرانہ عقیدت بہت معروف ہوا ۔ اس قدر شہرت پائی کہ اگلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

جناب قمر اجنالوی 1990ء میں جرمنی منتقل ہوگئے ۔ وہاں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تشریف لائے تو آپ کو حضرت صاحب سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔اس ملاقات کا احوال محترم قمراجنالوی نے اپنے بھانجے مکرم شاہد لطیف انجم کو بھی سنایا۔مکرم شاہد لطیف جماعت جرمنی میں عرصہ سے نمایاں خدمات بجالا رہے ہیں اور آجکل بھی حضور انور ایدہ اللہ کی ضیافت ٹیم کے ممبر ہیں۔وہ مجھ سے بیان کرتے ہیں کہ ماموں جان قمر اجنالوی جب جرمنی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ملاقات کے لئے گئے ۔ (یہ ملاقات ایک طویل عرصہ کے بعد ہو رہی تھی)تو آپ اپنی بعض کتب بھی حضرت صاحب کے لئے تحفہ کے طور پر ساتھ لے گئے۔ ملاقات کے آغاز میں قمر اجنالوی حضورؒ کو اپنا تعارف کروانے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا قمر صاحب !میں تو آپ کو اس وقت سے جانتا ہوں جب آپ نے جلسہ سالانہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے حضور یہ نظم پڑھی تھی۔حضورؒ نے اس نظم کے اشعار بھی سنا دیئے یعنی ۔

میرے محبوب! نذرِ نوجوانی لے کے آیا ہوں

محترم قمر اجنالوی کو محترم ملک خادم حسین کی پاکٹ بک کی تیاری میں خدمت کا موقع ملا۔ چنانچہ اس میں شامل شیعہ مذہب کے بارہ میں حصہ آپ کا لکھا ہوا تھا۔محترم ملک خادم حسین کے ساتھ آپ نے کئی مناظروں میں بھی حصہ لیا۔ (الفضل 10جون 1993ء)

جب آپ اپنے والد صاحب کے ہمراہ قادیان سے لاہور آگئے تومغلپورہ میں آپ کی رہائش تھی۔میری والدہ محترمہ بھی اپنے ننھیال نانا جان کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔آپ کا بچپن اپنے نانا اور ماموں جناب قمر اجنالوی کے ہمراہ گزرا۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ جب آپ مغلپورہ لاہور آگئے تویہاں آپ نے اپنی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور ادیب فاضل کا امتحان پا س کیا۔آپ مغلپورہ لاہور کے فعال خادم اور رکن جماعت تھے۔آپ پگڑی اور اچکن زیب تن رکھا کرتے تھے اور غیر از جماعت مولویوں کے ساتھ آپ کے مناظرے اور علمی مباحثے ہوا کرتے تھے۔

والدہ محترمہ بتاتی ہیں کہ جب تقسیم پاک و ہند کا اعلان ہوا اور قادیان سے لاہور ہجرت شروع ہوئی تو ان ایام میں محترم قمر اجنالوی کو بھرپور ڈیوٹی کی توفیق ملی آپ لاہور قادیان اور قادیان لاہور جانے والے کانوائے کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ مغلپورہ مسجد میں ہونے والے جلسوں میں آپ تقاریر کیا کرتے تھے ۔ آپ اعلیٰ درجہ کے خطیب تھے۔ مغلپورہ میں آپ نے چند سال ریلوے میں ملازمت کی۔ آپ کے والد صاحب اور چچا بھی ریلوے میں ملازم تھے بلکہ یوں کہئے کہ محترم غلام محمداختر کی بدولت سارا خاندان ہی ریلوے میں ملازم تھا۔آپ کو طبعاً ریلوے کی نوکری پسند نہ تھی اور کہتے کہ میں بندش کی نوکری نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ ریلوے کی نوکری چھوڑ کر اپنی طبیعت کے موافق صحافت سے وابستہ ہوگئے اور مختلف اخبارات و رسائل کے لئے لکھناشروع کر دیا۔

مغلپورہ کے قیام کے زمانہ میں محترم ملک منور احمد جاوید کے ماموں ملک عبدالقدیر ابن ملک عبدالکریم آپ کے قریبی دوست تھے۔ اسی طرح محترم مولانا محمد اسماعیل دیالگڑھی کے ساتھ آپ کا دوستانہ تعلق تھا۔ وہ مغلپورہ آپ کے گھر ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔مکرم مولانا محمد صدیق امرتسری اور ان کے بہنوئی مکرم خواجہ خورشید احمد سے بھی دوستانہ مراسم تھے۔

میری والدہ محترمہ مغلپورہ لاہور میں اپنے بچپن کی یادوں کو یاد کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ ماموں جان قمر اجنالوی نے بچپن میں مجھے درثمین کے اشعار یاد کروانے شروع کئے۔قمر اجنالوی صاحب روزانہ دو شعر چاک کے ساتھ دیوار پر لکھ جاتے کہ ان کو یاد کرو۔ اس طرح مجھے درثمین کی نظمیں یاد ہو گئیں جن کو میں جماعتی اجلاسات میں پڑھا کرتی تھی۔والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم

اِک نہ اک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے

یہ ساری نظم جناب قمر اجنالوی نے یاد کروائی۔اسی طرح بچپن کی ایک بات اپنے ماموں جان کی اب تک یاد ہے جو آپ نے تربیت کے رنگ میں مجھے سکھائی کہ جب باہر سے کوئی آواز دے یادستک دے تو سب سے پہلے سلام کہیں اور پھر ان کا نام پوچھیں۔والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ محترم قمر اجنالوی کوحضرت سیدہ امّ طاہر سے بھی عقیدت کا تعلق تھا اور جب حضرت سیدہ اُمّ طاہر اپنی آخری بیماری میں لاہور ہسپتال میں داخل تھیں تو قمر اجنالوی صاحب ان کی خبرگیری کے لئے ہسپتال جایا کرتے تھے ۔

شادی واولاد

1945ء کے زمانہ میں آپ کی شادی مکرمہ امۃ الحفیظ بنت حضرت قاضی حسن محمدؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساکن محلہ دارالفضل قادیان سے ہوئی ۔ حضرت قاضی حسن محمد ابن حضرت قاضی عبدالصمدؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈلّہ نزد قادیان کے رہنے والے تھے۔حضرت قاضی حسن محمد (پیدائش 18فروری1895ء اور وفات 1978ء بمقام ربوہ)کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا ہم مکتب ہونے اور ان کی علالت کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئی دفعہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قاضی حسن محمد صاحب کی دوسری بیٹی مکرم صوفی کریم بخش زیروی (زیرہ ہاؤس ۔ گولبازار ربوہ) کے ساتھ بیاہی گئیں۔قمر اجنالوی کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی پروین قمر اور چار بیٹے: نعیم قمر مرحوم، معین قمر مرحوم،مامون قمر (جرمنی)اور ہارون قمر (جرمنی) عطا کئے۔

صحافتی خدمات

جناب قمر اجنالوی کی صحافتی و ادبی خدمات کا دائرہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک محیط ہے۔ آپ کا شمار برصغیر کے ان صحافیوں میں ہوتا ہے جو ہمہ گیر استعدادوں کے مالک تھے اور محض صحافی نہ تھے بلکہ صحافی ، شاعر، ادیب اور دانشور تھے۔آپ نے اپنی صحافتی اور ادبی سرگرمیوں کا آغاز قادیان سے کیا تھا پھر لاہور آگئے اور یہاں کے علمی ادبی اور صحافتی حلقوں سے وابستہ ہو کر خوب شہرت پائی۔اپنی عمر کے آخری تین سال آپ نے جرمنی میں اپنے بچوں کے پاس گزارے اور وہاں بھی علمی و ادبی سرگرمیوں کو جاری رکھا اور وہاں حلقہ اربابِ ذوق کی بنیاد رکھی۔آپ مؤقر روزنامہ نوائے وقت کے ساتھ لمبا عرصہ منسلک رہے۔روزنامہ مسلم،روزنامہ ملت اور روزنامہ مغربی پاکستان کے ایڈیٹر رہے ۔ اسی طرح ہفت روزہ صدائے وطن کے ایڈیٹر بھی رہے۔ اس کے علاوہ آپ معروف ڈائجسٹ مثلاً دوشیزہ کے لئے بھی لکھا کرتے تھے ۔ بعض ادبی ایوارڈ بھی آپ کے حصہ میں آئے۔

ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی آپ کی صحافتی وادبی خدمات کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

’’قمر اجنالوی سے میرا پہلا تعارف لاہور کے روزنامہ ملت کے حوالہ سے ہوا۔یہ پچاس کی دہائی کے ابتدائی سالوں کی بات ہے ۔ قمر صاحب اس اخبار میں ’’ذکر و فکر‘‘کے عنوان سے مطائبات لکھا کرتے تھے، نہایت شستہ اور برجستہ چونکہ عبدالمجید سالک مرحوم کے متبعین میں سے تھے اس لئے صرف لفظوں کے طوطا مینا نہیں بناتے تھے۔نپی تلی اور دو ٹوک بات کہتے تھے۔ایک فکاہیہ یاد آرہا ہے ۔ پنجاب کے ان پڑھ مُلّاپڑھے لکھوں پر کیچڑ اچھالنے میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر وہ ایسی زبان میں گفتگو کرتے تھے جو کسی دینی عالم کو کیا کسی جاہل کو بھی زیب نہیں دیتی تھی۔ قمر اجنالوی نے ایک کالم میں نہایت خوبصورتی اور چابک دستی سے انہیں موضوع سخن بنایا اور وہ موشگافیاں کیں کہ سالکؔ صاحب بھی عش عش کر اٹھے اور اپنا کالم ’’افکار و حوادث‘‘انہیں عطا کر دیا۔‘‘

تاریخی ناول نگاری

صحافت اور شاعری کے ساتھ ساتھ جناب قمر اجنالوی نے افسانہ نویسی اور ناول نگاری میں خوب شہرت کمائی۔سب سے بڑھ کر مقام آپ نے تاریخی ناول نگاری میں حاصل کیا۔آپ کی وسعتِ مطالعہ اور تاریخی واقعات پر دسترس منفرد تھی۔آپ نے اپنے تاریخی ناولوں کے ذریعہ اردو ادب میں بلند مقام حاصل کیا۔آپ کی کتب اور ناول کی اشاعت مکتبہ القریش اردو بازار لاہور کی طرف سے ہورہی ہے۔ آپ کے ناولوں میں: چاہ بابل ، ولی عہد،سلطان، پرتھال، شمشیر، بغداد کی رات(جلد اوّل و دوم)، مقدس مورتی(جلد اوّل ،دوم)،جنگ مقدس، لالہ رخ،اور خان الغازی، دھرتی کا سفر بہت معروف ہیں۔دیگر تصنیفات میں :پنڈارے،نبی دنیا، جہان لوح و قلم،کرامات اولیاء، غزالہ، لاڈو اور سب سے بڑھ کر قصیدہ بنام خیر الانامؐ شامل ہے۔آپ کی تصنیفات کی تعداد بیس سے زائد ہے۔

قصیدہ بنام خیر الانامؐ

جناب قمر اجنالوی نے آغاز جوانی میں ہی شاعری میں ایک مقام پیدا کر لیا تھا اور ابتدائی جوانی میں قادیان میں جلسوں کے موقع پر آپ نظمیں پڑھا کرتے اور معتبر شخصیات سے داد سخن پائی۔آپ کی شاعری کا معراج آپ کا قصیدہ بنام خیر الانامؐ ہے جس کو علمی و ادبی حلقوں کی جانب سے مسدس حالیؔ اور اقبالؔ کے شکوہ جواب شکوہ کے ہم پلہ قرار دیا گیا۔جناب احمد ندیم قاسمی نے اسے اسلامی دنیا کا پینو راما قرار دیا۔ اس قصیدہ کی رونمائی 1980ء میں ہوئی۔جب اکتوبر 1980ء میں پنجاب اکادمی ادبیات لاہور کے زیر اہتمام لاہور میں جناب احمد ندیم قاسمی نے صدارتی خطبہ پڑھتے ہوئے قصیدہ بنام خیر الانامؐ کے موضوع کو علامہ اقبال کے ’’شکوہ‘‘ سے مماثل قرار دیا اور کہاکہ یہ قصیدہ پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں میں ایک غیر فانی گونج چھوڑ جاتا ہے جو شاعر کی درد مندی اور قادر الکلامی دونوں کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

(قصیدہ بنام خیر الانامؐ صفحہ 31تا 33، ناشر مکتبہ القریش اردو بازار لاہور)

☆ نیشنل سنٹر سرگودہا میں انجمن ترقی اردو کے تحت قصیدہ بنام خیر الانامؐ کے لئے قتیل شفائی کی صدارت میں تقریب ہوئی انہوں نے قصیدہ کے بارہ میں کہا۔

’’ترقی پسندوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ مذہب سے بے گانہ ہیں۔یہ بات سراسر غلط اور مفروضہ ہے۔ قمر اجنالوی کا یہ نعتیہ قصیدہ مذہب سے وابستگی اور عقیدت کا مظہر ہے۔ میں اس قصیدہ سے بہت متاثر ہوں۔ جناب قمر اجنالوی کی کاوش قابل ستائش ہے کہ جو کام ہم نہ کر سکے وہ قمر صاحب نے کیا۔‘‘ (قصیدہ بنام خیر الانامؐ صفحہ 40)

☆ معروف دانشور اے۔ حمید نے لکھا۔’’میں اہل ادب اور تبصرہ نگاروں کی اس رائے سے مکمل اتفاق کرتاہوں کہ مولانا حالی کی مسدس اور علامہ اقبالؔ کے شکوہ اور جواب شکوہ کے بعد قمر اجنالوی کا قصیدہ ’’بنام خیر الانامؐ ‘‘ اردو شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔‘‘

(قصیدہ بنام خیر الانامؐ)

☆ جناب قتیل شفائی نے اس قصیدہ کی تعریف میں ایک نظم بعنوان ’’قصیدہ رسولؐ‘‘ لکھی ۔ جس کے دو اشعار ہدیۂ قارئین ہیں۔

اس پر کھلا درِ دل و دیدہ رسولؐ کا
لکھا ہے جس قلم نے قصیدہ رسولؐ کا
ہے لائق جزا قمرؔ اجنالوی، قتیلؔ
اس شخص نے کہا ہے قصیدہ رسولؐ کا

(قصیدہ بنام خیر الانامؐ صفحہ 39)

جناب قمر اجنالوی اپنے قصیدہ بنام خیر الانام صلی اللہ علیہ سلم کو اس بند سے شروع کرتے ہیں۔

قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو
جو دل پہ گزری تمام لکھو
برنگِ اہل کلام لکھو
بنام خیر الانامؐ لکھو
قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو
مدارج ان کے بلند سب سے
بیانِ لطف و کرم سے پہلے
قلم کو زمزم سے صاف کر کے
ذرا محمدؐ کا نام لکھو
قمرؔ نبیؐ کو پیام لکھو

قصیدہ بنام خیر الانامؐ نے بہت شہرت حاصل کی اور اکثر مشاعروں میں جناب قمر اجنالوی سے اس قصیدہ کے سننے کی فرمائش ہوتی رہی اور قمر اجنالوی قصیدہ سناتے تو محفل پر وجد طاری ہو جاتا۔

شخصیت

محترم پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی جناب قمر اجنالوی کی شخصیت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

’’قمراجنالوی سے بڑے طویل عرصہ تک شناسائی تو رہی مگر تفصیلی ملاقات نہ ہو سکی۔ پانچ چھ برس قبل اچانک ربوہ میں میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تو میں ان سے مل کر حیران رہ گیا۔ ان کا جو تصور میں نے اپنے ذہن میں قائم کر رکھا تھا اور اکاون باون کے زمانہ کی ملاقات کی جو یادداشت ذہن میں محفوظ تھی وہ اس سے قطعی مختلف نکلے۔ لمباقد جس میں قدِخم کی خصوصیت جھلکنے لگی تھی۔گندمی رنگ ، چمکیلی آنکھیں، مصافحہ میں پنجابیوں والی گرفت ، باتوں میں موہنی ۔ قادیان کی باتیں اور کچھ مشترکہ دوستوں ، عزیزوں ، بزرگوں کے تذکرے ۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم گھل مل گئے اور یوں محسوس ہو اجیسے ہم برسوں سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔اس کے بعد قمر صاحب ہمارے ربوہ کے مشاعروں میں بھی آنے لگے ۔ چنانچہ ایوانِ محمود کے جو مشاعرے میری میزبانی میں ہوئے اس میں قمر صاحب شریک ہوتے اور اپنا کلام سناتے رہے ۔ ان کی طویل نعت ’’بنام خیر الانامؐ‘‘ نعتیہ ادب میں بہت ممتاز سمجھی جاتی ہے۔‘‘ (روزنامہ الفضل 25 جولائی 1993ء)

قمر اجنالوی صاحب سے میری واحد ملاقات بھی ایوانِ محمود میں ایک کُل پاکستان مشاعرہ کے موقع پر ہی ہوئی تھی جس میں ملک کے ممتاز شعراء شامل ہوئے تھے۔یہ میری طالب علمی کا دور تھا جس سال میں فارغ التحصیل ہوا وہ جرمنی چلے گئے اور پھر آپ کا آخری دیدار کیا اور تدفین میں شامل ہوا۔

محترم قمر اجنالوی کی محترم مولانا نسیم سیفی سے قادیان کے زمانہ سے آغاز جوانی سے دوستی تھی اور یہ دوستی دونوں نے تادم آخر نبھائی۔قمر اجنالوی لاہور سے مولانا نسیم سیفی کو ملنے ربوہ آیا کرتے تھے۔ دونوں میں کچھ عزیز داری بھی تھی لیکن اصل میں قادیان کی یادیں ،شاعری اور صحافت قدر مشترک تھی۔مولانا نسیم سیفی سے میری ملاقاتوں میں قمر اجنالوی کا تذکرہ ہوتا تھا اور نسیم سیفی اپنے دوست کے ایک احسان کا اکثر ذکر کیا کرتے ہیں کہ جب میرے رشتہ کی بات ہوئی تو قمراجنالوی نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو تجویز کرتا ہوں اور آپ اس تجویز پر ان شاء اللہ ساری عمر ناز کریں گے۔قمراجنالوی نے رشتہ میں اپنی کزن محترمہ سکینہ سیفی کا رشتہ اپنے دوست نسیم سیفی کے لئے تجویز کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بہت مبارک اور کامیاب ثابت ہوا اور نصف صدی سے زائد عرصہ تک یہ مثالی جوڑا اور اس سے لائق فائق اولاد لوگوں نے مشاہدہ کی۔ سیفی صاحب نے کئی بار جذبات شکر کا اظہار کرتے ہوئے قمر اجنالوی صاحب کی اس تجویز کا ذکر میرے ساتھ کیا اور پھر یہ بھی بتاتے تھے کہ قمراجنالوی صاحب کے لئے میرے گھر آتے تو کہا کرتے تھے کہ کیوں بھئی میرا تجویز کردہ رشتہ کتنا کامیاب رہا ہے۔

قیام جرمنی اور وفات

جولائی 1990ء میں قمر اجنالوی صاحب جرمنی چلے گئے ۔ وہاں قیام کے دوران آپ ایک کتاب تصنیف کرتے رہے جس کا عنوان تھا روس کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد یورپ کی سیاسی صورتحال ۔ جرمنی میں ادبی محفلوں میں شامل ہوتے رہے۔ جرمنی میں آپ نے ’’خدام احمدیت‘‘ کے نام سے ایک نظم بھی لکھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی موجودگی میں اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی میں پڑھی گئی ۔ 1993ءمیں آپ بیمار پڑ گئے اور 30 جولائی 1993ء کو راہی ملک عدم ہوگئے۔

قمر اجنالوی صاحب کی خوش قسمتی کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی میں شرکت کے لئے جرمنی دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔حضور رحمہ اللہ نے ازراہِ شفقت مسجد نور فرینکفورٹ میں آپ کا جنازہ پڑھایا۔آپ کے بیٹے ہارون قمر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جنازہ پڑھانے کے بعد حضور رحمہ اللہ نے

باقی صفحہ 12 پر

عبدالقدیر قمر

مطالعہ کتب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت وبرکات

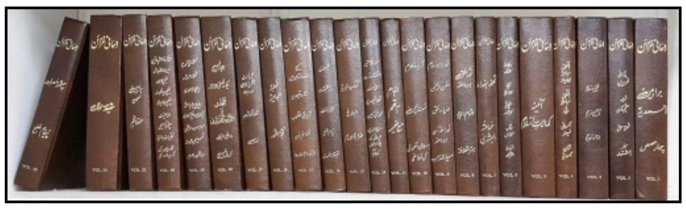

اسلام کے اس دور آخرین میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسجدیں ویران ہوگئیں، ہدایت کے چراغ بجھ گئے،علماء بگڑگئے اور اسلام محض نام کا رہ گیا اور امت واحدہ مختلف فرقوں اور حصوں میں تقسیم ہو گئی۔دوسری طرف غیر اقوام اور دجّالی قوتوں نے دن رات اسلام اور بانیٔ اسلام پر تابڑتوڑ حملے کرنا شروع دیئےاور قریب تھا کہ اسلام کا نام ونشان مٹ جائےاور باطل اپنی فتح کے ڈنکے بجانے لگے کہ خدائے اسلام کو اس امتِ مرحومہ پر رحم آگیااور اس نے اپنے محبوب اور پیارے رسولﷺ کی زبان مبارک سے دی گئی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت امام مہدیؑ،مسیح موعود علیہ السلام کوتمام دوسرے ادیان پراسلام کو غالب کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔آپؑ نے غلبہ اسلام کے لئے مختلف ذرائع اختیار فرمائے۔ان میں سے ایک تحریروتقریراور اشاعت کتب ہے۔آپ نے 85کے قریب کتابیں تحریر فرمائیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلطان القلم کے خطاب سے نوازا ہے اور آپ کو روحانی خزائن سے نوازا۔ اس نے آپ کی تحریر میں وہ سحر رکھ دیا جس سے صدیوں کے مردے زندہ ہوگئے، اندھوں کو بینائی عطا ہوئی ،گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوگئے ۔انسانیت ہمیشہ کے لئے زندہ ہوگئی اور ایسی حیات سے آشنا ہوئی جو موت کے نام سے نا آشنا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا سچ فرمایا تھا کہ ’’جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیاہےوہ ہر گزنہیں مرے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام ،روحانی خزائن جلد3 ص104)

اسلام کا دلکش اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرنے کے لئے اور اس کے کمالات و محاسن کو منظرعام پرلانے کے لئے حضور علیہ السلام کے دل میں کس قدردرد تھا اس کا اندازہ لگانے کے لئےحضور علیہ السلام کے ان الفاظ پر غور کریں ۔آپؑ فرماتے ہیں۔

’’اسی میں میرا سرور ہے اور اسی میں میرے دل کی ٹھنڈک ہے کہ جوکچھ علوم اور معارف میرے دل میں ڈالا گیا ہے میں خدا کے بندوں کے دلوں میں ڈالوں ۔ دور رہنے والے کیا جانتے ہیں مگر جوہمیشہ آتے جاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیونکر میں دن رات تالیفات میں مستغرق ہوں اور کس قدرمیں اپنے وقت اور جان کے آرام کواس راہ میں فدا کر رہا ہوں ۔ میں ہر دم اس خدمت میں لگا ہوا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد3)حضور علیہ السلام کی یہ کتب جن لوگوں نے پڑھیں۔ جن لوگوں نے ان تحریرات کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا ، جن لوگوں نے علم و معرفت کے ان خزانوں سے اپنے قلب وجگر کو طراوت بخشی وہ کس قدر شاداں و فرحاں تھے اس کی ایک جھلک اس مضمون میں دکھلائی گئی ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ جنہوں نے تحصیل علم کے لئے عرب و عجم کے اساتذہ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا تھا فرماتے ہیں۔’’میں نے قرآن مجید کے لئے لاکھوں روپے کی کتابیں خریدیں مکہ مدینہ میں بھی کئی برس اسی ذوق وشوق سے رہاکہ یہ معلوم کروں کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی مگر قرآن تو میں نے مرزا ہی سے سیکھا۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور زمانہ کتاب’’براہین احمدیہ‘‘ جب منظر عام پر آئی توحضرت منشی ظفر احمدؓ،حضرت منشی عبدالرحمٰنؓ اورحضرت منشی اروڑاؓ کی نظر سے بھی وہ کتاب گزری۔ وہ سب اس کتاب کو پڑھ کر اس کی فصاحت و بلاغت اورعلم ومعرفت پر عش عش کر اٹھے اور قادیان حاضر ہو کر حلقۂ احمدیت میں آگئے۔صرف یہ 3بزرگ ہی نہیں بلکہ ابتداء میں جتنے احباب واصحاب احمدیت میں داخل ہوئے وہ سب براہین احمدیہ پڑھ کر ہی ہوئے کیونکہ انہوں نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل پائے۔ رسول اللہﷺ کے عشق کے نغمات اور قرآن کریم کی شان وعظمت کا بیان دیکھا۔اسی طرح انہوں نے دیکھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اسلام اور قرآن اور صاحب قرآن حضرت محمدﷺ پر ہونے والے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہونے والے الہامات اور وحی کا نہ صرف مشاہدہ کیا بلکہ انہیں پورا ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ کا دل جیتنے والی کتاب کا نام’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ ہے۔آپ فرماتے ہیں۔ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میں اور مولوی امام الدین مسجد بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حسن اتفاق سے پولیس کا ایک سپاہی نماز کے لئے اس مسجد میں آ نکلا۔ مولوی صاحبؓ نے جب اس کے صافہ میں بندھی ہوئی ایک کتاب دیکھی تو آپؓ نےپڑھنے کے لئے اس سے لینا چاہی ۔ چنانچہ مولوی صاحبؓ نے وہ کتاب سنبھال لی اور جاتے ہوئے گھر ساتھ لے گئے۔ دوسرے دن جب میرا کسی کام سے مولوی صاحبؓ کے یہاں جانا ہوا تو میں نے وہی کتاب جو حضرت سیّدنا اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفِ لطیف آئینہ کمالات اسلام تھی۔حضور اقدس کی چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی صاحبؓ کی بیٹھک میں دیکھی ۔ جب میں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع ہوئی۔

عجب نوریست در جان محمدؐ عجب لعلیست در کان محمدؐ

میں اس نظم نعتیہ کو اوّل سے آخر تک پڑھتا گیا مگر سوزو گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے جب میں آخری شعر پر پہنچا کہ

کرامت گرچہ بےنام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمان محمد

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحبِ کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جاتا۔ اس کے بعد جب میں نے ورق اُلٹا تو حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ منظومہ گرامی تحریر پایا۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا کہ

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جوحضوراقدس علیہ السلام کا نام ملحد ودجّال وغیرہ رکھتے تھے بےحد تاسف پیدا ہوا۔اب مجھےانتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحبؓ اندرون خانہ سے بیٹھک میں آئیں تو میں آپ سے اس پاکیزہ سرشت بزرگ کا حال دریافت کروں۔چنانچہ جب مولوی صاحبؓ بیٹھک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔مولوی صاحبؓ نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمد ہےجو مسیحؑ اور مہدیؑ ہونے کا دعوی کرتا ہے۔اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضوراقدس علیہ السلام کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ

’’دنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسولﷺ کا عاشق نہیں ہوا ہوگا۔‘‘

اس کے بعد پھر میں نے حضور اقدس کے مطائبات ومنظومات پڑھنے شروع کر دیئے تو ایک صفحہ پر حضورانور کے یہ اشعار میرے سامنے آئے ۔

چُوں مرانورے پئے قوم مسیحی دَادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
مے درخشم چوں قمر تابم چوں قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ درانکار ہا افتادہ اند
صادقم و از طرف مولا بانشانہا آمدم
صددر علم وہدی بر روئے من بکشادہ اند
آسماں باردنشاں الوقت میگوئد زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدسؑ کے دعویٰ عیسویت اور مہدویت کی حقیقت معلوم ہوگئی اور میں نے 1897ء میں غالباً ماہ ستمبر یا ماہ اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ چنانچہ حضور اقدس علیہ السلام کی طرف سے حضرت مولانا عبد الکریمؓ کا نوشتہ خط جو میری قبولیت بیعت کے متعلق تھا مجھے پہنچ گیا...اس کے بعد مولوی صاحب نے وہ مرسلہ رسائل جو حضور اقدسؑ نے قادیان سے میرے نام ارسال فرمائے تھے پڑھنا شروع کر دیئے۔ ان رسالوں کے مطالعہ سےیوں معلوم ہوا کہ جیسے میں ایک تاریک دنیا سے نکل کر روشنی کے عالم میں آگیا ہوں۔ (حیات قدسی صفحہ:19-16)

حضرت پیر سراج الحقؓ اپنی بیعت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ ایک روز ایک شخص کے ہاں میری دعوت تھی جس وقت میں کھانا کھانے بیٹھا دوچار شخص اور بھی تھے ۔باہر دیکھا اتنے میں چٹھی رساں آیا اور 5،7 خط مجھ کو دیئے اور ایک اشتہار حضرت اقدسؑ کا بھی تھا ... اشتہار دیکھا تو اس اشتہار کی سرخی یہ تھی۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيُحْيٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں اور ان کے رنگ میں رنگین ہو کر اور صفحات مسیحی لے کر روحانی طور سے میں آیا ہوں ۔جس مسیحؑ کے اس امت میں آنے کا وعدہ تھا۔ سو وہ موعود میں ہوں اس اشتہار کے پڑھتے ہی میری بھوک خوشی کے مارے جاتی رہی اور شادی مرگ کی سی حالت مجھ پر طاری ہو گئی ۔ ایک طرف تعجب اور ایک طرف خوشی، کھانا کھانا تو جاتا رہا اس اشتہار کو بار بار پڑھتا رہا ۔ نور محمد اور اللہ بندہ ہانسوی اس دعوت میں شریک تھے ۔انہوں نےجو میری یہ حالت دیکھی تو وہ متعجب ہو گئے اورحال دریافت کیا اور نیز صاحبِ خانہ نے بھی پوچھا کہ اس اشتہارمیں ایسی کیا بات ہے کہ جس سے کھانا چھوڑ دیا اور چہرہ پر آثارخوشی اور تعجب کے پائے جاتے ہیں۔ میں نے وہ صحیفہ گرامی اور اشتہار حضرت اقدس علیہ السلام ان کو پڑھ کر سنایا۔ (اس کے دوسرے دن حضرت پیر صاحبؓ نے حضور اقدسؑ کی خدمت میں بیعت و تصدیق اور سلام کا خط لکھ دیا ۔) حضرت پیر صاحبؓ فرماتے ہیں اس عریضہ کے ڈاک میں ڈالنے کے بعد ایک رسالہ ’’فتح اسلام‘‘ کا اور’’توضیح مرام‘‘بھی مجھے مل گیا ۔ان دو رسالوں کے دیکھنے سے آنکھیں کھل گئیں اور میں لائق ہو گیا کہ مخالف کو کافی و شافی جواب دے سکوں ۔ دماغ کی قوت ذہن کی رسائی اور دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی ۔

(تذکرہ المہدی ص57 ۔61)

حضرت مولوی حسن علیؓ بھاگلپوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی ملاقات کے لئے 1887ء میں قادیان آئے آپ حضور سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔غرض میں مرزاصاحبؑ سے رخصت ہوا چلتے وقت انہوں نے اس کمتر کو’’براہین احمدیہ‘‘اور’’سرمہ چشمہ آریہ‘‘ کی ایک ایک جلد عنایت کی۔انہیں

میں نے پڑھا ان کے پڑھنے سے مجھ کو معلوم ہوا کہ جناب حضرت مرزا صاحبؑ بہت بڑے رتبے کے مصنف ہیں۔ خاص کر براہین احمدیہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر دیکھ کر مجھ کو کمال درجہ کی حیرت مرزاصاحبؑ کی ذہانت پر ہوئی۔اس کے بعد حضورؑ سے دوسری ملاقات کے لئے جب آپ 1894ء میں تشریف لائے تو بیعت کی توفیق ملی۔
(رفقاءاحمد جلد 14 صفحہ 49 بابت مولوی حسن صاحبؓ)

حضرت حاجی غلام احمدؓ سکنی کریام پورکو احمدیت کا تعارف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''ازالہ اوہام'' سے ہوا۔''ازالہ اوہام'' کے مطالعہ نے صداقت کی طرف رہنمائی کی۔بعدازاں ''ست بچن'' اور''نُورالقران'' ہر دو حصص نے راہ میں روکیں دور کردیں۔ استخارہ کرنے کے بعد 1903ء میں قادیان دارالامان آئے بیت اقطیٰ میں عصر کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کودرس دیتے ہوئے سنا۔ معارف قرانی اور تفسیر نے آپ پر خاص اثر کیا۔آپ نے ایک شخص سے پوچھا یہی مسیح موعودؑ ہے؟اس نے کہا یہ تو مولوی نورالدینؓ ہیں اس پر آپ بہت خوش ہوئے کہ جس دربار کے مولوی ایسے باکمال ہیں وہ خود کیسے ہوں گے۔؟فرماتے ہیں ۔میں نے دریافت کیا آپ یعنی مسیح موعودؑ کہاں ملیں گے؟انہوں نے کہا حضور نماز مغرب کے لئے مسجد مبارک تشریف لائیں گے تو زیارت ہوگی۔مغرب کے وقت ایک چوبارہ پر چھوٹی سی مسجد تھی اس میں گئے نماز مغرب مولوی عبدالکریمؓ نے پڑھائی۔نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحبؑ بیٹھ گئے تو حاجی صاحبؓ نے آپ علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ آپ علیہ السلام کی شکل متبرک تھی۔ (اصحاب احمد جلد10 ص80)

حضرت حکیم محمد حسینؓ المعروف مرہم عیسیٰؑ اپنے احمدی ہو نے کا باعث یہ بیان کیا کر تے تھے کہ وہ سر سید احمد خان مرحوم کی کتابیں پڑھا کر تے تھے۔ اس کے بعدحضرت صاحبؑ کا تذ کرہ سنا اور کچھ اشتہارات بھی دیکھے۔ برا ہین احمدیہ بھی پڑ ھنے کا مو قع ملا۔ اس سے آپ کے دل میں حضرتؑ کی محبت کا جوش پیدا ہوا اور آپ قادیان تشریف لے گئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وساطت سے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو ئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ (تا ریخ احمد یت لاہور)

حضرت مفتی محمد صادقؓ کو 1890ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف فتح اسلام پڑ ھنے کا موقع ملا تو آپ کشاں کشاں قادیان کھینچے آئے ۔آپ بتا تے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا چیز تھی جس نے مجھے حضرت صاحبؑ کی صداقت قبول کر لینے کی طر ف کشش کی، سوائے اس کے کہ آپؑ کا چہرہ مبارک ایسا تھا جس پر یہ گمان نہ ہو سکتا تھا کہ وہ جھو ٹا ہو۔
(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادقؓ)

قارئین کرام ،حضرت اما م آخرالزماں علیہ السلام کی کتب مبارکہ اور پاک تحریرات کا کیا اثر ہے اور کس طرح اس نے مخالفوں کی کچلیاں توڑنے اور ان کے طلسم کو ہوا میں اڑانے میں غیرمعمولی کردار ادا کیا۔ اس سلسلہ میں میں اپنا ذاتی مشاہدہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ان دنوں کی با ت ہے جب خانقاں ڈوگراں میں عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ کی طرح پڑھی۔خاکسار اس وقت کے ناظر صا حب اصلاح و ارشاد صاحبزادہ مرزا غلام احمد سے اجازت حاصل کرنے کے بعد مناظر اسلام استاذی المکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں کی خدمت میں رہنمائی کے لئےحاضر ہوا۔آپ مجھے بتا رہے تھے کہ میں مسیح پاک علیہ السلام کی کتب جنگ مقدس ، چشمہ مسیحی، نورالقرآن وغیرہ کا مطالعہ کروں۔اس دوران جب آپ مجھے یہ بتا رہے تھے ایک صاحب آئے اور مدّعا معلوم ہونے کے بعد کہنے لگے کہ مولانا جلال الدین شمس کے مضامین جو الفرقان رسالہ میں شا ئع شدہ ہیں بھی دیکھ لیں۔ مولانا کاہلوں صاحب فرمانے لگے۔یہ بتاؤ کہ شمس صاحب کو کس نے سکھایا تھا اور انہوں نے کہاں سے سیکھا تھا۔ وہ صاحب کہنے لگے۔انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے یہ مضامین اخذ کئے تھے اس پر کاہلوں صاحب نے کہا ۔ جو خدا مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے شمس صاحب کو سکھا سکتا ہے وہ اس کو نہیں سکھا سکتا۔ پھر مجھے کہا جاؤ اور مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطا لعہ کرو ۔ چنانچہ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق تیاری کی اور پھر دیکھنے والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کے سامنے عیسائی طلسم کے پرخچے اُڑتے دیکھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے قلم نے سیف کا کام د کھا تے ہوئے معبودان ِباطلہ کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی تر قی کے میدان کار زار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیئے اور محمدﷺ اور اسلام کا پر چم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلندتر ہو رہے ہیں۔ اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے ذریعے پھیل رہا ہے۔ اور پھیلتا رہے گا۔مسیح محمدیؑ کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نو ید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں۔ یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا اورہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیﷺ کی پیشگوئی یَفِیۡضُ الۡمَالَ حَتّٰی لَا یَقۡبَلُہٗ اَحَد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پا نے والا کبھی ناداری اور بےکسی کا منہ نہ دیکھے گا۔یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدو لت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے ۔ اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی ، روحانی اور جسمانی شفاء اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا ، دونوں جہا نوں سے محروم قرار پاتا ہے۔ اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جا تا ہے۔

آپؑ نے فر مایا کہ''وہ جو خدا کے ما مور اور مرسل کی با توں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑ ھتا اُس نے بھی تکبر سےحصہ لیا ہے ۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو۔ تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔'' (نزول المسیح ، روحانی خزائن جلد18 ص403)

آپؑ نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ۔''سب دوستو ں کے واسطے ضروری ہے کہ ہما ری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طا قت ہے اور طا قت سے شجاعت پیدا ہو تی ہے۔''
(ملفوظات جلد 4 ص 361)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدیؑ اور مسیح محمدیؑ کو ما ننے کی تو فیق ملی۔ رو حا نی خزائن کاہمیں وارث ٹھہرا گیا ہے اس لئے ہمیں چا ہئےکہ ہم ان با بر کت تحریروں کا مطالعہ کریں۔ تا کہ ہمارے دل ، ہمارے سینے اور ہمارے ذ ہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سا منے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی ۔ اللہ کرے ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معا شرہ میں امن و سلا متی کے دیئے جلا نے والے بن سکیں۔ اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طر ح ہمارے دلو ں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کر تے چلے جائیں ۔اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرما ئے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 10۔ محترم جناب قمراجنالوی

قمر اجنالوی صاحب کا چہرہ دیکھا اور یہ الفاظ بیان فرمائے۔ '' آج علم کا خزانہ سمندر میں بہہ گیا''قمر اجنالوی صاحب کو یہ بہت بڑا خراجِ تحسین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی جانب سے پیش کیا گیا ۔ اس سے آپ کی تبحر علمی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جناب قمر اجنالوی کی میت ربوہ لائی گئی جہاں 5 جون 1993ء کو احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں محترم مولانا سلطان محمود انور نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام نمبر1میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔روزنامہ الفضل نے 10 جون 1993ء کے شمارہ میں آپ کی وفات کی تفصیلی خبر شائع کی۔مضمون کے آخر میں قمر اجنالوی صاحب کے چند منتخب اشعار ہدیہ قارئین کررہا ہوں۔نوٹ:اس مضمون کی تیاری کے دوران بہت سے لوگوں نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔فَجَزَاَھُم اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ

منتخب اشعار

ہر حکم ترا صورت خورشید عَلَم ہے
ہر بات تری لوح زمانہ پہ رقم ہے

کوثر سے لب خامہ کو دھو لوں تو کروں ذکر
حقّا کہ ترا ذکر ہی معراج قلم ہے

ہستی کا اعتبار مجھے ڈھونڈتا رہا
میں اڑ گیا ، غبار مجھے ڈھونڈتا رہا

میں ذات سے نکل کے ملا کائنات میں
لیکن کسی کا پیار مجھے ڈھونڈتا رہا

ہر منزل حیات سے گزرا ہوں یوں قمرؔ
اڑتا ہوا غبار مجھے ڈھونڈتا رہا

قمرؔ کون جانے ، کٹے کس طرح دن
فرشتے بتاتے رہے جرم گن گن

خطاؤں کا پُتلا ہوں مشہور لیکن
شفاعت کے چھینٹوں سے دھویا ہوا ہوں

قصہ نہیں ہے ذات کا ، ہے یہ سفر حیات کا
بخشا گیا تمہیں قمرؔ غم ساری کائنات کا

سارے جہاں کو ساتھ لو ، لے کر غمِ جہاں چلو
دنیا نئی بسائیں ہم ، ڈھونڈیں نیا جہاں چلو

غزل

دل میں اب تک غبار سا کچھ ہے
آئینہ داغدار سا کچھ ہے

ٹوٹ کر میں بکھر گیا ہوتا
جانے کیا اعتبار سا کچھ ہے

گو قیامت ابھی نہیں آئی
ہر طرف انتشار سا کچھ ہے

گو نہ آنے پہ ہے مصر لیکن
کیوں ترا انتظار سا کچھ ہے

کچھ اسے بھی ہے ناز قامت پر
کچھ یہ دل بھی نثار سا کچھ ہے

آنکھ بھی اشک اشک ہے ناصر
دل بھی کچھ دلفگار سا کچھ ہے

تنویراحمد ناصر۔قادیان

امان اللہ امجد

لباسِ تقویٰ

جہاں تک لِبَاسُ التَّقْوٰی کا تعلق ہے یہ لفظ قرآن کریم میں آیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہےوَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیْرٌ (الاعراف:27)اور رہا تقویٰ کا لباس،تو وہ سب سے بہتر ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس لباس کا ذکر فرمایا ہے جوبظاہرپتوں کی صورت حضرت آدم علیہ الصلوۃالسلام نے اوڑھا تھا مگر درحقیقت اس سے مُرادلِبَاسُ التَّقْوٰی کے سوا اور کوئی لباس نہیں ہے۔

پس تقویٰ اختیار کرنے کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔ہمارے پیارے نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب اس دُنیا میں تشریف لائے تو آپؐ نے عرب کے جہالت نما اندھیروں میں تقویٰ کے نور سے روشنی پھیلائی۔آپؐ نے اُن بادیہ نشینوں کو جہاں زندگی کا ڈھنگ سکھایا وہاں تقویٰ کی باریک راہیں بھی اُن کو سکھائیں۔آپؐ کی تمام زندگی اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ سے مزیّن ہے اور لِبَاسُ التَّقْوٰی کی بہترین تفسیر آپؐ کی زندگی ہے۔جو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک بار اُن کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ’’اے ابوہریرہ ! تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کر،تو سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا‘‘

(ابن ماجہ کتاب الزھد باب الوری التقوی)

آیئے ہم دیکھتے ہیں مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا: ’’لباس التقویٰ قرآن شریف کا لفظ ہے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کی انسان خدا کی تمام امانتوں اورایمانی عہداورایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتیّٰ الوسع رعایت رکھے یعنی اُن کے دقیق در دقیق پہلوؤں پرتابمقدور کاربندہو جائے‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 21 ص 210)

تقویٰ کی طرف یہاں بار بار اس لئے توجہ دلائی جا رہی ہے کہ تمام نیکیوں کی بنیاد تقویٰ ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑنے جب الٰہی منشاء کے مطابق جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تو اس کی بنیادی غرض بھی تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا تھا۔جس کے لئے آپؑ نے بارہا جماعت کو مختلف پیرایوں میں حصولِ تقویٰ کی طرف توجہ دلائی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’سواے وے تمام لوگو! جو اپنے تیئں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کوخدا کے لئے صدق کے ساتھ پوراکرو۔ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے ۔ نیکی سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔یقیناً یاد رکھو کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچا سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ہو گی وہ عمل ضائع نہیں ہو گا‘‘

(روحانی خزائن جلد 19 کشتی نوح ص 15)

لباس التقویٰ کے معانی کیا ہیں؟ اس سلسلے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔’’انسان روزمرّہ کے عام لباس میں بھی تقویٰ کے بارے میں آزمایا جاتا ہے اور مختلف حالتوں میں تقویٰ کا مضمون بھی بدلتا رہتا ہے۔کبھی یہ دین کی طرف لے جاتا ہے، کبھی اہم کاموں کی طرف لے جاتا ہے، کبھی اعلیٰ مقاصد کی طرف لے جاتا ہے اور بعض دفعہ یہ سب قوموں میں مشترک ہو جاتا ہےاور جب بحیثیت انسان تقویٰ کی بات کرتے ہیں تو اور معنی بن جاتے ہیں۔کبھی یہ الٰہی رنگ پکڑتا ہے تو تقویٰ کا مضمون اور ہی شان میں داخل ہو جاتا ہے، لیکن صرف ظاہری لباس کے حوالے سے بات کی جائے تو بڑا پیارا مضمون بنتا ہےاور بڑا گہرا اور تفصیلی ہے۔اس کا دائرہ ساری زندگی پر محیط ہے.........اگر تقویٰ کا لباس دُنیاوی لباس کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے تو پھر وہ الٰہی رنگ پکڑتا ہے ورنہ نہیں پکڑتا۔ادنیٰ لباس بھی تکبّر کا موجب بن جاتا ہےاگر اس خوف سے پہنے کہ اگر میں نے اعلیٰ پہنا تو لوگ کیا کہیں گے کہ اچھا یہ دُنیادار ہے۔چیتھڑے پہنے ہوئے لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ حقیقت میں انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔اگر یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ میں چیتھڑوں میں بڑا بزرگ لگوں گا،میں کم کھاؤں گا تو بڑا اچھا لگوں گا،لوگ کہیں گے یہ بڑا صوفی ہے،یہ بڑا نیک ہے،تو اس کو چیتھڑوں نے ہلاک کر دیا اور اگر کوئی اچھا لباس پہن کر فخر سے دُنیا میں پھر رہا ہے فقر کے مقابلے پرتو وہ اس آزمائش میں مبتلا ہو گیا اور غریب بھائیوں پر صرف اس لئے تکبّر کی نگاہ ڈال رہا ہےکہ اُن کے پاس تھوڑا لباس ہےیعنی چھوٹے درجے کا لباس ہے،میرے پاس اچھے درجے کا لباس ہےوہ بھی مارا گیا۔تو لباسِ تقویٰ رنگ بدلتا رہتا ہے۔کہیں یہ آپ کے پاس غربت میں آزمائش کے لئے آجاتا ہے،کہیں امارت میں آزمائش کے لئے آ جاتا ہےاور ہر رنگ میں مومن کے لئے امتحان ہی امتحان ہے‘‘

(خطبات طاہر، جلد اول ص75تا79)

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی جو بہتر بڑے ولی اللہ تھے۔ان کے متعلق آتا ہے کہ آپ بڑے قیمتی لباس پہنا کرتے تھے۔ ایک دن کسی مرید نے لاعلمی میں آپ سے سوال کر دیا کہ حضرت آپ اتنے بڑے بزرگ ہو کر اتنے اچھے لباس کیوں پہنتے ہیں؟ اُنھوں نے جواب میں کہا اچھا کیا تم نے پوچھ لیا۔خدا کی قسم میں کوئی جوڑا نہیں پہنتا جب تک مجھے خدا نہیں کہتا کہ عبدالقادر اُٹھ اور یہ کپڑے پہن۔میں ان کپڑوں سے بے نیاز ہوں۔

تقویٰ کے لباس کی اصل حقیقت کیا ہے؟اس سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔’’-----تقویٰ کا لباس انسان کی ہر خامی کو ڈھانپ لیتا ہے اور تقویٰ کے مطابق ہی انسان کو زینت ملتی ہے۔تقویٰ کا لباس نہ ہو تو جہاں جہاں سے یہ لباس نہیں ہو گا وہاں وہاں سے بدن ننگا ہو جائے گا۔وہ روحانی لحاظ سے دھوپ کا بھی شکار ہو گا اور سردی کا بھی شکار ہو گااور خدا اورخدا والوں کی نظر میں وہ چیتھڑوں میں ملبوس شخص جیسا ہو گا۔جتنا یہ لباس کامل ہوتا چلا جائے،روحانی بدن ڈھکتا چلاجاتا ہےاورزینت عطا ہوتی چلی جاتی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ(الاعراف:32)

دیکھوجب مسجدوں میں جاؤ تو اپنی زینت ساتھ لے جایا کرو۔

زینت سے کیا مراد ہے؟ کیا دُنیا کی زینت مُراد نہیں ؟وہ ثانوی معنی ہیں۔مُرادیہ ہے کہ تقویٰ کا لباس پہن کر جایا کرو محض للہ مسجد کی طرف سفر کیا کرو۔ہر قدم پر دُعائیں کرتے ہوئے توفیق مانگتے ہوئے جاؤ کہ خدا تعالیٰ مسجد سے تمہیں نیکی عطا کرے،ریاکاری سے بچائے، عبادت کے حق ادا کرنے کی توفیق بخشے.........

یونیفارم کے بغیر قومیں حسین منظر پیش نہیں کرتیں۔یونیفارم اجتماعی زندگی کا لازمی حصہ ہےاور خداتعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی یونیفارم عطا فرمادی جو ہر ظاہری یونیفارم سے آزاد ہو چکی ہے اور وہ تقویٰ کا لباس ہے۔احمدی اپنےتقویٰ سے پہچانا جائے۔کسی رنگ میں ملبوس ہو،کوئی زبان بول رہا ہو، دیکھنے والی نگاہیں جان جائیں، معلوم کر لیں کہ یہ متقی لوگ پھر رہے ہیں۔یہ ہم سے مختلف قوم ہیں ، یہ خدا کے بندے ہیں ، خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا کی طرف بلانے آئے ہیں ۔

(خطبات طاہر جلد اول ص84,83)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی ارشادلِبَاسُ التَّقْوٰی کے حوالہ سے نصائح کرتے ہوئے اپنےایک خطبہ جمعہ کے آغاز میں سورۃالاعراف کی آیت 27 کی تلاوت فرمائی اور اس کے حوالہ سے لباس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اس(آیت الاعراف:27) میں خداتعالیٰ نے اس بات کی طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ انسان کو تقویٰ کو ہر چیز پر مقدم رکھنا چاہئے۔ خداتعالیٰ نے یہاں لباس کی مثال دی ہے کہ لباس کی دو خصوصیات ہیں۔ پہلی یہ کہ لباس تمہاری کمزوریوں کو ڈھانکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ زینت کے طورپر ہے۔ کمزوریوں کے ڈھانکنے میں جسمانی نقائص اور کمزوریاں بھی ہیں، بعض لوگوں کے ایسے لباس ہوتے ہیں جس سے اُن کے بعض نقص چھپ جاتے ہیں۔ موسموں کی شدّت کی وجہ سے جو انسان پر اثرات مرتب ہوتے ہیں اُن سے بچاؤ بھی ہے اور پھر خوبصورت لباس اور اچھا لباس انسان کی شخصیت بھی اُجاگر کرتا ہے۔ لیکن آج کل ان ملکوں میں خاص طور پر اس ملک میں بھی عموماً تو سارے یورپ میں ہی ہے لباس کے فیشن کو اُن لوگوں نے اتنا بیہودہ اور لغو کر دیا ہے خاص طور پر عورتوں کے لباس کو کہ اس کے ذریعہ اپنا ننگ لوگوں پر ظاہر کرنا زینت سمجھا جاتا ہے اور گرمیوں میں تو یہ لباس بالکل ہی ننگا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لباس کے یہ دو مقاصد ہیں اُن کو پورا کرو اور پھر تقویٰ کے لباس کو بہترین قرار دے کر توجہ دلائی، اس طرف توجہ پھیری کہ ظاہری لباس تو ان دو مقاصد کے لئے ہیں۔ لیکن تقویٰ سے دُور چلے جانے کی وجہ سے یہ مقصد بھی تم پورے نہیں کرتے اس لئے دُنیاوی لباسوں کو اس لباس سے مشروط ہونا چاہئے جو خداتعالیٰ کو پسند ہے اور خداتعالیٰ کے نزدیک بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر 2008بمقام مسجد مبارک پیرس، فرانس۔ مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل 31۔اکتوبر2008ء)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں احسن رنگ میں تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

حضورانورایّدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ کیلئے شعراء کے جذبات

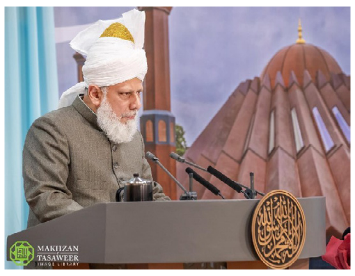
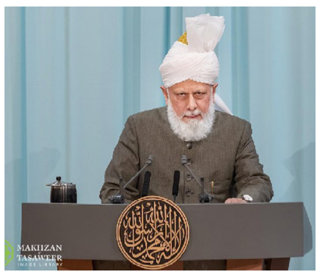

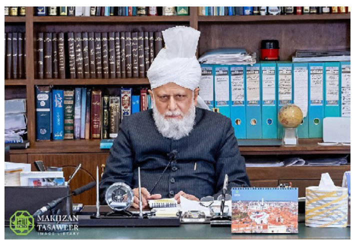

حضورانورکوچوٹ لگنے کی اطلاع ملنے پر

میرے مولا میں بے شک گنہگار ہوں
تیرے کرموں کا پھر بھی طلب گار ہوں

میرے آقا نہ دیکھیں کبھی کوئی غم
نہ آئے قریب ان کے کوئی الم

جو چوٹیں لگیں ان کو مجھ کو لگیں
وہ اداس اور غمگیں مجھے کر گئیں

ہم تو کمزور ہیں اور نادان ہیں
پھر بھی آقا پہ ہر آن قربان ہیں

تڑپتے ہیں سجدوں میں روتے ہیں ہم
ہم فقیروں کا مولیٰ تو رکھ لے بھرم

شفادے توشافی ہے میرے خدا
نہیں اور کوئی جو دے دے شفا

مخالف ہیں جو سالہا سال سے
شماتت کا موقع نہ تو ان کو دے

وہ نہیں جانتے کہ خلیفہ ہے کیا
یہ عرفان اُن کو بھی کر دے عطا

بتاا ُن کو آقا کی کیا شان ہے
شمس کا ہے وہ دل شمس کی جان ہے
(ڈاکٹر محمد جلال شمسؔ۔یو کے)

میرے آقا کو شفا دے اے میرے پیارے خدا
صحت والی عمر دے تائید کر ان کی سدا
ان کا برکت والا سایہ قائم اور دائم رہے
ہم کو پیارے آقا سے ملتی رہے ہر دم دعا
ہم بھی مانگیں آقا کے حق میں دعائیں ہر گھڑی
اے خدا توفیق دے ہر احمدی کو یہ سدا
ہم خلافت سے محبت دمبدم کرتے رہیں
اور ہم کرتے رہیں اپنے خلیفہ سے وفا
خواجہ عبدالمومن۔ناروے

کسی زخمِ تَن کا آزار یہ
میرے ذہن و دِل پہ سوار ہے
میرے آسماں مجھے یہ بتا
کیا یہ عشق ہے یا کہ پیار ہے
اُسے دے شفا میرے چارہ گر
تجھے کہہ رہی میری چشمِ تر
جو دُعائیں دیتا ہے رات دن
وہ نِگار اپنا بیمار ہے
جو اُداسیوں کی ہوا چلی
تو دُعا کی کھڑکی ہر اک کُھلی
دلِ مُضطرب نہ ہو مُضمَحِل
لے کے آ رہا وہ قرار ہے
نہ ہی عاشقوں کی کمی رہی
نہ ہی صادقوں کی کمی رہی
تیرے سلسلہ پہ مرِے خُدا
دلِ عاشقاں یہ نثار ہے
تیرے دَر پہ سَر ہیں جُھکے ہوئے
لئے کاسَہ خالی کھڑے ہوئے
یہ کون زخمی ہے گُلبدن
جو شفا شفا کی پُکار ہے
میرے کافِیّہ میرے شافِیَہ
میرے کِبریا میرے ساقِیّہ
دے اِمامِ وقت کو تُو شفا
تیرے ہاتھ میں ہی مہار ہے
عبدالجلیل عبادؔ۔ جرمنی

میرے آقا کو مولا شفا بخش دے

عشق ہی بس دکھاتا ہے یہ معجزہ
چوٹ اُن کو لگی درد مجھ کو ہوا
کیسے زخمی کیا اس خبر نے مجھے
میرا دل جانتا ہے یا میرا خدا
آڑے آتی نہ گر میرے قیدِ قفس
ملنے جاتا ہواؤں میں اُڑتا ہوا
نام لے کے میرا مجھ کو آواز دے
ساری دنیا میں بس اک وہی آشنا
ان کی راہوں میں آنکھیں بچھاتا رہوں
خاک رستوں کی ہو میرے سر کی ردا
میرے آقا کو مولا شفا بخش دے
ہے کروڑوں دلوں کی دُعا ، التجا
شہرِ مرشد میں قدسیؔ بنا جھونپڑی
آتے جاتے انہیں تُو رہے دیکھتا
عبد الکریم قدسیؔ

دعائیہ آزاد نظم

اے خدا! اے خدا!
اے خدا! اے خدا!
کرتا ہوں التجا
چہرہ دلدا ر کا
وہ مرے یار کا
تو ہمیں پھر دکھا
تو ہمیں پھر دکھا
اے خدا! اے خدا!
اے خدا! اے خدا!
دے دے اس کو شفا

آنسوؤں کی لڑی
آنکھوں میں ہے کھڑی
کر رہا ہوں دعا
اے خدا !اے خدا!
چہرہ دلدار کا
وہ مرے یار کا
تو ہمیں پھر دکھا
تو ہمیں پھر دکھا
اے خدا! اے خدا!
سید سمیع الحسن شاہ حجازی

19مئی2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:18	18:54
مدینہ منورہ	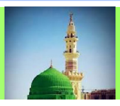	04:11	19:00
قادیان		03:54	19:21
ربوہ		03:35	19:03
اسلام آباد ٹلفورڈ		01:53	20:53